www.novelsclubb.com
عشق ایسا ہو
از قلم ہما وقاص

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

عشق ایسا ھو

از

ہما وقاص

www.novelsclubb.com

ناول شروع کرنے سے پہلے چند باتیں جو آپکو بتانا چاہتی۔۔۔ یہ میرا پہلا ناولٹ تھا جو میں نے لکھا۔۔اس کو میں نے اپنے پیار کے نام مہر سے پوسٹ کیا۔۔میرا نام ہما وقاص ہے اور میری امی

مجھے پیار سے مہر پکارتی تھیں۔۔۔یہ تحریر میری ذہنی تخلیق ہے میری اجازت کے بنا کوئی اسے کاپی نہ کرے۔۔

عشق ایسا ہو تو۔(ترمیم شدہ)#

قسط ۱#

از ہما وقاص (مہر)#

تم کتنے آرام سے بیٹھی ہو باہر اتنی گرمی میں وہ انتظار کر رہا ہو گا بے چارا۔۔۔"ناز نے حیرت" سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

وہ بڑے مزے سے چونگم چباتی رہی۔۔بڑی بڑی انکھیں شرارت سے بھری ہوی تھیں۔۔۔

ماہا کیوں تنگ کرتی ہو اسے اتنا۔۔۔"ناز کو کبھی کبھی بہت ترس آجاتا تھا۔۔۔ "

بدلہ لیتی ہوں اپنی ان ساری محرومیوں کا جن کو میں نے فیس کیا جب سے وہ میری زندگی میں " آیا ہے۔۔"ماہا نے اپنی چھوٹی سی ناک اوپر چڑھاتے ہوئے جواب دیا۔۔

ناز نے افسوس سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

"میرا اگر ایسا کزن ھوتا تو میں تو نفرت نہیں محبت کرتی اس سے پاگل لڑکی۔۔۔ "

اوہ خوب صورت۔۔۔زہر لگتا ہے مجھے وہ۔۔"ماہا کے ماتھے پر بل پڑ گۓ۔۔۔"

"چل اب اٹھ جا اللہ کی بندی۔۔۔مجھے بھی جانا ہے۔۔۔"

جب وہ کالج کے گیٹ سے باہر نکلی تو وہ آگ بگولا گاڑی میں بیٹھا تھا اس نے کتنا ضبط کیا اس کے چہرے سے صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔

اور جب وہ ایسے ضبط کرتا تھا ماہا کو بہت سکون ملتا تھا۔۔

اسے وہ سارے لمحے یاد آتے تھے جب اس نے بچپن سے اسے برداشت کیا وہ تھی سب کی لاڈلی سب کی منظورِ نظر۔پر اس کے آنے سے ہر کسی کی توجہ کا مرکز وہ بن گیا تھا دادو بابا چاچو۔۔۔پھر وہ ہر کام میں پرفیکٹ بھی تو تھا۔۔بہت ذہین سب کا فرمابردار جی جی کرنے والا۔۔۔اور پھر تو اس کی مثالیں اسے بھی ملنے لگی تھیں۔۔۔جو اسکا خون کھولا دیتی تھیں۔۔۔وہ کیوں آیا اسکی زندگی میں ۔۔۔

www.novelsclubb.com

بڑے آرام سے چلتے ہوۓ آ کر وہ کار میں بیٹھی۔۔۔اور جتنی تیزی سے اس نے کار کو دوڑایا وہ اس کے اندر جلتی ہوی آگ کو بیان کرنے کے لیے کافی تھا۔۔۔وہ آگ جو اس نے لگائی ی تھی۔۔۔

پرسکون انداز میں اس نے سیٹ کی پشت کے ساتھ سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔۔۔کار کی رفتار اور ٹائیر کی چرچراہٹ اسکے اندر تک سکون اتار رہی تھی۔۔۔

اسے پتہ تھا وہ نہ تو کچھ بولے گا اور نہ ہی اسے کچھ کہے گا بس وہ اپنا غصہ چیزوں پر اتارتا تھا۔۔۔

اسے پتہ تھا وہ یہ سب جان کر کر رہی ہے گرمی اتنی تھی کہ جوتے کے تلوے پاؤں جھلسا رہے تھے۔۔۔

ماموں کے آگے وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ نہیں تو کبھی بھی اپنی اتنی تزلیل برداشت نہیں کرتا ۔۔۔اسکی مجبوری نے اسے آج یہاں لا کھڑا کیا تھا۔۔۔۔اس کی ماں اسکی کل کائی نات تھی۔۔۔اس نے اپنی ماں کو بہت مشکل میں دیکھا۔ جب سے ہوش سنبھالا اپنی ماں کو شوہر سے لڑتے دیکھا دونوں کی آوازوں کا شور اسے سہما دیتا تھا۔۔۔

۔اور پھر ایک وقت ایسا آیا جب اسکے باپ نے سب ختم کر دیا اور اسکی ماں جو اپنے دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی اسکو لے کر پھر سے اپنے ماں باپ کے در پر آ بیٹھی۔۔۔۔

اچانک اسکی زندگی نے رُخ موڑ لیا تھا۔۔۔وہ چپ اسکی وہ برداشت اسکی شخصیت کا خاصہ بن گئی تھی۔۔۔سب نے بہت پیار دیا۔۔۔وہ سب بھول بھی جاتا۔۔۔اگر ماہا کی شدید نفرت اسے ہر لمحہ تکلیف نہ دیتی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

آج بھی وہ یہ سب اسکو تکلیف دینے کے لئے ہی کر رہی تھی۔۔۔۔

ماہین رضا اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد۔۔۔سب کی لاڈلی تھی۔۔۔دادا، دادو، بابا، مما، چاچو سب کی۔۔ہر وقت پیار اور لاڈ میں رہتی بھی کیوں نہ ایک تو اس گھر کا پہلا بچہ تھی اور اوپر سے وہ پیاری ہی اتنی تھی کہ اس سے لاپرواہی برتنا ممکن بھی نہیں تھا۔۔۔

پر جب وہ اسکی زندگی میں آیا سب اسے بھولنے لگے تھے۔۔

وہ ضیغم حسن تھا۔۔۔جو ہر طرح سے اس سے آگے تھا۔۔وہ دادو جو اسکے لاڈ اُٹھاتی تھیں اب ہر وقت زیغم کو سینے سے لگا کر روتی رہتیں اور تو اور بابا اسکو اتنا پیار کرتے۔چاچو نے اب اسکے بجائے زیغم کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا تھا۔۔۔وہ سات سال کی تھی جب وہ دس سال کی عمر میں آیا اور اسکا سارا پیار چھین لیا۔۔۔۔۔۔اسے ضیغم سے چڑ اور نفرت ہونے لگی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

اور وہ اس سے اپنی نفرت کا اظہار کرنے میں کوتاہی بھی نہیں برتتی تھی۔۔۔وہ اس سے کھلونے چھین لیا کرتی تھی۔۔۔

دادو کی گود میں بیٹھا ہوتا تو اسے دھکا دے دیتی، "یہ میری دادو ہیں تمھاری کچھ نہیں لگتی نانو۔۔۔۔"

پھر اس طرح وہ کوئی ی لمحہ بھی ایسا نہیں جانے دیتی تھی جس میں اس کو یہ احساس نہ دلائے کہ یہ اسکا گھر نہیں ہے۔۔۔

ضیغم حسن۔۔۔زندگی کے رخ بدلنے پر وہ جب اپنی ماں کے ساتھ اپنے ننھال میں آیا تو اس وقت اس کی عمر دس سال تھی۔۔۔وہ سہما ہو یا سا بچہ تھا جب وہ یہاں آیا۔۔۔ایک ٹوٹا ھوا بچہ۔۔۔ ایک اجنبی گھر جس میں پہلے کبھی کبھی وہ مہمان کی طرح آیا کرتا تھا۔۔۔تب اسے وہ نظر آئی ی بڑی بڑی آنکھوں والی معصوم سی گڑیا۔۔۔اسے وہ بہت اچھی لگتی تھی۔۔۔ لیکن وہ اس سے اتنی ہی نفرت کرتی تھی اسے تنگ کرتی تھی۔ جسے وہ چپ چاپ سہہ جاتا تھا۔۔۔کیوں اسے اس پر غصہ آنے کے باوجود بھی وہ اسے جواب نہیں دے پاتا تھا۔۔۔وہ ان احساسات کو لفظوں کی شکل دے کر کاغذوں پر اتار دیتا تھا۔۔۔ غم غصہ۔۔۔دکھ پیار اس کے سب احساسات کی گواہ اس کی ڈائی یریز ہوتی تھیں۔۔۔

www.novelsclubb.com

" تم اتنی رات کو یھاں کیا کر رہی ہو۔۔ "

ماہا کو مووی دیکھتے ہوئے بھوک لگی تو وہ کچن میں کھانے کی تلاش میں آئی ی تھی جب صبا اس کے سر پر آ کھڑی ہوئیں۔

مما آپ نے تو جان نکال دی تھی میری۔۔۔"اس نے بے ساختہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنے حواس" بحال کیے۔۔

"تمہارے بابا کچھ بیچینی محسوس کر رہے تھے۔۔۔ان کے لیے پانی لینے آئی ی ھوں۔۔۔ "

کیا ہوا بابا کو؟"وہ رضا کے کمرے کی طرف دوڑی۔۔ "

" بابا کیا ہوا۔۔؟ "

وہ بیچینی سے ان کی طرف بڑھی۔۔۔وہ بیڈ پر لیٹے اپنے سینے کو ہاتھ سے سہلا رہے تھے۔۔۔

" ماہا بیٹا تم جاگ رہی ہو کیا؟ یہ تمھاری مما نے پریشان کر دیا تمھیں"

بابا میں جاگ رہی تھی۔۔ چلیں آپ تیار ہو جائیں جلدی سے۔ میں چاچو کو اٹھاتی ہوں۔۔۔"وہ " تیزی سے کہتی ہوئی مڑنے لگی۔۔۔جب رضا نے اسے روک دیا

ماہا کچھ بھی تو نہیں ہوا بیٹا۔۔۔وہ بس بد ہضمی ہے ابھی میڈیسن لوں گا ٹھیک ہو جاؤں" گا۔۔۔۔"

"تم ادھر آؤ بیٹھو میرے پاس۔۔۔ "

انھوں نے بیڈ پر اپنے ساتھ جگہ بناتے ہوئے اسے اشارہ کیا۔۔۔

" کیا ہوا بابا؟ "

وہ پریشانی سے ان کے پاس بیٹھ گ ئی ی۔۔ڈاکٹر کے پاس نا جانے کی بات کی ناراضگی اس کے چہرے پر صاف ظاہر تھی۔۔

"تم سے ایک بات کرنی تھی۔۔۔ "

انھوں نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیا تو ماہا نے ان کے کندھے پر لاڈ سے سر ٹکا دیا۔۔۔

" میں چاہتا ہوں اب تمھاری شادی کر دوں۔۔"

انھوں نے اپنے خشک ہوتے ہونٹوں کو بھینچ کر تکلیف کو کم کرتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

ماہا نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

" بابا! "

اس نے ان کے چہرے کے سامنے اپنا چہرا کیا۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرا دیے۔۔۔

"ہاں اور میں چاہتا ہوں ضیغم سے تمھاری شادی ہو جائے۔ "

انھوں نے تھوڑا رکتے ھوئے کہا۔ کیوں کے گھر کا ہر شخص ضیغم سے اس کی نفرت کے بارے میں جانتا تھا۔

وہ اچھل کر ایک طرف ہوئی ی۔

" بابا آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟"

بے ساختہ اسکا لہجہ تلخ ہوا۔ غصہ اس کی آنکھوں سے جھلکنے لگا۔

ماما بچپنا چھوڑ دو اب بیٹا ضیغم بہت اچھا بچہ ہے۔" صبا نے رضا صاحب کی بات کی تائی ید کی جو " ابھی پانی کا گلاس تھامے کمرے میں دخل ہوئی ی تھیں۔

" مما آپ تو چپ کریں نہ۔ "

اس کا پارہ چڑھ گیا تھا ان کی بے تکی بات سن کر۔

بابا میں ضیغم سے شادی ہر گز نہیں کروں گی۔"اس کی آواز غصے سے کانپ رہی تھی۔ "

"میں نے صاف صاف کہہ دیا ہے اب کوئی ی بھی مجھ سے اس بارے میں بات نا کرے۔ "

وہ پاوں پٹختی کمرے سے باہر نکل گ ئی ی۔ رضا نے صبا کی طرف دیکھا۔ اور صبا نے ایسے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہی ہوں میں تو پہلے سے ہی جانتی تھی وہ نہیں مانے گی۔

وہ سیڑھیوں سے تیزی سے نیچے اتر رہا تھا۔ جب اچانک وہ سامنے آئی ی۔

" رکو"

وہی زہر خندہ لہجہ, ضیغم اس کی طرف بنا دیکھے رُک چکا تھا۔

تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا میں تم سے شادی کروں گی, میں جو تمھاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں" کرتی تم سے شادی کروں گی۔ ہنہ۔ہ۔ہ۔ "تیزی سے بولتے ہوئے اس نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔۔

ضیغم کی رگیں ضبط سے تن گ ئی یں۔

" کیا بکواس کر رہی ہو؟ "

وہ اتنا ہی کہہ سکا تھا کہ ماہا پھر سے اس کی بات کاٹتے ہوئے بات شروع کر چکی تھی۔

تمھارے پاس ہے ہی کیا؟ ہمارے ٹکڑوں پہ تو پل رہے ہو۔ میں زہر کھا کر مرنا پسند کروں گی۔ " "پر تم سے۔۔۔

اس نے انگشت اس کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔

ضیغم کے ماتھے پر بل پڑگ ۓ

" ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔"

اپنی بارعب آواز میں اس نے سختی سے ھاتھ کا اشارہ کرتے ہوۓ اس کا راستہ روکا۔کنپٹی کی رگیں تن گئی تھیں۔۔۔چہرے کی رنگت سرخ ہورہی تھی۔ماہا کو مزہ آگیا اس کی یہ حالت دیکھ کر۔۔

تم سے کس نے کہا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں؟"غصے میں اس کی آواز اور بھاری ہو گ ئی ی تھی۔۔۔ "

تمھیں کوئی ی غلط فہمی ہوئی ی ہے۔میں ایسا سوچنا بھی گوارا نہیں کرتا۔"وہ سرخ آنکھیں اس پہ گاڑے کھڑا تھا۔ "

وہ اسی وقت پلٹا اور واپس سیڑھیاں چڑھ گیا۔

"مما مما۔۔۔ "

وہ چیخ رہا تھا۔جب زارا کمرے سے باہر آئی یں۔

" کیا بات ہے بیٹا؟ "

www.novelsclubb.com

انھیں تو پہلے سے ہی ضیغم کے غصے سے بہت ڈر لگتا تھا۔۔۔انکا ایک یہ بیٹا ہی تو ان کی کل کائی نات تھی۔

مما یہ ماہا کیا کہہ رہی ہے؟ کس نے کہا کہ میں اس سے شادی کرنا چاھتا ھوں؟" اپنی تذلیل پر " غصے سے اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

زارا ایک دم سے پریشان ہوئیں۔

"نہیں بیٹا ایسے بات نہیں ہے۔یہ تو تمھارے ماموں کی خواہش ہے بس۔ "

" کیا! کیا ہو گیا ہے آپ سب کو؟

اس نے سر پر تاسف ھاتھ مارا۔انداز ایسا تھا جیسے ان سب کی ذہنی حالت پر شک ہو۔

"تمھارے ماموں نے ہی اس سے بات کی ہو گی کوئی ی "

زارا نے اندازا لگایا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"آپ سب جانتے ہیں نہ کہ وہ کتنی نفرت کرتی ہے مجھ سے۔۔۔پھر یہ کس طرح کا مزاق ہوا۔ "

وہ دانت پیستے ہوئے چلا رہا تھا۔

جاری ہے۔۔۔

عشق ایسا ہو تو(ترمیم شدہ)#

قسط2#

از مہر علی#

"بیٹا بچی تو ہے وہ۔۔۔بچپنا کرتی ہے۔۔غصہ مت کیا کرو۔ "

زارا ہمیشہ اسے ایسے ہی کہہ کر بہلا دیتی تھیں۔۔۔اور وہ اپنا غصہ پی جاتا تھا اپنی ہر تذلیل پر صبر کر لیتا تھا۔وہ ہمیشہ کی طرح غصے سے پاس پڑی کرسی کو ٹانگ مارتے ہوئے باہر نکل گیا۔

....

" ہو کیا تم۔۔۔ہمارے ٹکڑوں پہ پل رہے ہو۔۔۔ "

ماہا کے الفاظ اس کے سر پر ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔

سگریٹ کا دھواں اس کے گرد مرغولے بنا رہا تھا۔کب کب کہاں کہاں اس نے ضیغم کے دل کو چھلنی نہیں کیا تھا۔وہ اس سے نفرت نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ ایک مرد تھا تذلیل کو سہنا آسان نہیں ھوتا۔اسکا دل اکثر یہ چاہتا کہ وہ ماہا کے ان کڑوے جملوں کے جواب میں اسکا منہ توڑ دے۔پر وہ ضبط کرتا ان لوگوں کے لیے جو اس سے پیار کرتے تھے۔ماہا کو پیار کرتے تھے۔

www.novelsclubb.com

سب گھر والے اسے بچی کہتے تھے اور اس کی ساری حرکتوں کو اسکا بچپنا سمجھتے تھے۔

ضیغم کو اسکے حالات نے وقت سے پہلے سمجھدار اور بڑا بنا دیا تھا اور پھر سب نے بھی اسکو بہت بڑا بنانے اور ذمہ دار بنانے میں کوئی ی کثر نہیں چھوڑی تھی۔

سمندر کی ساحل پر پھڑ پھڑاتی ہوا اسکے اندر جلتی نفرت کی آگ کو ہوا دے رہی تھی اور وہ سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا۔

وہ آج بھی ایک ناکام انٹرویو دے کر واپس لوٹا تھا۔ماموں رضا نے اسے اسکی ضد کی وجہ سے ایک ماہ کا وقت دیا تھا کہ اگر اسے اچھی جاب ملتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ ان کے ساتھ بزنس میں آئے گا ۔وہ اب ماموں کے اور احسانات سے بچنا چاہتا تھا اسی لئے ملازمت تلاش کر رہا تھا۔

بائی یک کھڑی کرنے کے بعد لان کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ ہمیشہ کی طرح سر جھکائے اندر جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

لان میں ادھم مچا تھا۔ماہا, اشعر اور اسد کے ساتھ کرکٹ کھیل رہی تھی۔اشعر اور اسد رضا سے چھوٹے احمر ماموں کے بیٹے تھے۔ماہا کا سر چڑھنا اس صورت میں بھی بنتا تھا۔وہ گھر میں صرف ایک لڑکی تھی باقی سب لڑکے تھے۔وہ ناز نخروں والی تو تھی ہی ساتھ ساتھ لڑکوں کے تمام کھیل کھیلنے کی شوقین تھی۔

ضیغم نے ایک سرسری نگاہ لان کے منظر پر ڈالی۔

وہ اپنے معمول کے حلیے میں تھی۔ گردن تک کٹے ہوئے چھوٹے بال چھوٹی سی سیاہ شرٹ کے ساتھ تنگ نیلی جینز۔ دراصل اسکا یہ حلیہ بھی اسکی ضیغم سے نفرت کے مرہون منت تھا۔

جب ماہا کو زارا کی زبانی اس بات کا علم ہوا کہ ضیغم کو لڑکیوں کے لمبے بال پسند ہیں بس اسی دن سے اب تک اس نے اپنے بال کبھی کندھے سے نیچے نہیں جانے دیے تھے اور اسد سے اس بات کا علم ہوا تھا کہ ضیغم کو پینٹ شرٹ میں ملبوس لڑکیاں بالکل نہیں پسند تو تب سے محترمہ اسی طرز کے کپڑوں میں زیادہ طر نظر آتی تھیں۔

اسد کی نظر ضیغم پر پڑی تو اس نے کتنی آوازیں دیں کہ وہ بھی ان سب کے ساتھ مل کر کرکٹ کھیلے لیکن وہ ہاتھ کے اشارے سے ہی ان کو منع کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

ضیغم اچھے سے جانتا تھا کہ وہ کرکٹ کیوں کھیلتی ہے اسے لڑکیوں کا کرکٹ کھیلنا بلکل ناپسند تھا اور وہ بہت اچھا کرکٹ کھیلتی تھی۔ بچپن میں بہت دفعہ جان بوجھ کر اسکے منہ پر بونسر بھی مار چکی تھی۔ وہ چپ چاپ سیڑھیاں چڑھتا اپنے پورشن میں آگیا۔

www.novelsclubb.com

ضیغم پہلے بھی بہت کم اسکا سامنا کرتا تھا کیوں کے اسکے زہر خندہ نفرت سے بھرے جملے اسے اندر تک چھلنی کر دیتے تھے۔۔اور اس دن کی تذلیل کے بعد تو وہ بلکل ہی کترا کے گزر جاتا اور نیچے بھی بہت کم آتا تھا۔

☆☆☆☆

وہ ٹیرس پر نکل کر چھپ کے سگریٹ پی رہا تھا جب اچانک اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔

جلدی سے سگریٹ کو نیچے پھینکا چیونگم منہ میں رکھی۔دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

جیسے ہی دروازہ کھولا زارا دروازے کے سامنے کھڑی تھیں۔

"ضیغم تمھاری ممانی تمہیں نیچے بلا رہی ہیں۔ان کی بات سن لو "

جب وہ انھیں آواز لگاتا ہوا کچن میں داخل ہوا تو یک لخت نگاہ سامنے اٹھی۔ماہا کچن میں موجود کرسی پر براجمان تھی۔وہی لوز ٹی شرٹ ٹریوزر, بوائے کٹ بال۔وہ داخل ہوا تو ماہا کی آنکھیں انوکھی سی شرارت سے چمکنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

ضیغم بیٹا باقر کے ساتھ جاو ذرا یہ سامان لے کر آنا ہے۔کچھ مہمان آرہے ہیں ماہا کو دیکھنے تو اسے " پتہ نہیں چلتا ایسے ہی کچھ کا کچھ اٹھا لائے گا۔"صبا بڑی عجلت میں اسے لسٹ پکڑاتے ہوئے حکم صادر کر رہی تھیں۔

مما اسے یہ بھی تو بتایں وہ ساری فیملی کینڈا سے آرہی ہے۔"ماہا نے گاجر ھاتھ میں گھوماتے " ہوئے غرور سے کہا۔

ضیغم نے اسکی بات کی طرف توجہ نہیں دی۔لاپرواہی سے لسٹ صبا کے ہاتھ سے پکڑی اور باہر نکل گیا۔

ماہا باز آجاو تم۔کیوں اس شریف انسان کی جان کے پیچھے پڑی رہتی ہو۔"صبا نے ناگواری سے " اس کی طرف دیکھتے ہوئے ڈپٹا۔

"کیوں باز کیوں آؤں اسکی ایسی ضبط کرتی ہوئی صورت دیکھ کر میری روح کو سکون ملتا ہے۔ "

www.novelsclubb.com

تڑاخ سے جواب دیتی وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔اسے وہ اچھا نہیں لگتا تھا۔اسکی خوشیوں کا قاتل۔ نفرت ہوتی تھی اسے جب ہر کوئی ی اسی کی طرف داری کرتا تھا۔

آخر کو اس نے اپنی بات منوا ہی لی تھی۔رضا کی بہت خواہش تھی کہ اسکی اکلوتی بیٹی کی شادی اس کے لاڈلے بھانجے سے ہو جاتی۔ لیکن وہ بھی ماہین رضا تھی۔اس نے ہمیشہ سے اپنی کی تھی۔۔

وہ ہاتھ جھاڑتی کچن سے باہر نکل گئی اور صبا اسکی عقل پر افسوس کرتی سر کو تاسف سے ہلا رہی تھیں

۔

احمد کی فیمیلی کو ماہین بہت پسند آئی ی تھی۔آتی بھی کیوں نہیں۔وہ پیاری ہی اتنی تھی۔دودھیا رنگت, لمبا قد کاٹھ, بھرے ہوئے گال, تیکھی چھوٹی سی ناک, گداز سراپا جو کسی کے بھی ہوش اڑا دے۔

بہت جلد سب کچھ خوش اسلوبی سے طے پا گیا۔ماہا بھی بہت خوش تھی۔

ان لوگوں کو باہر جلدی واپس جانا تھا۔اس لیے شادی جلدی چاہتے تھے سو شادی کی تیاریاں شروع ہو گیں۔دن رات بازار کے چکر, ضیغم, اسد اور اشعر کی تو گھوم گئے تھے۔ان کے گھر کی پہلی شادی تھی رضا اور احمر کوئی ی کمی نہیں رکھنا چاہتے تھے۔

www.novelsclubb.com

اسے تو سب سے زیادہ خوش ہونا چاہیے تھا۔پر ایک انجان سی خلش تھیں تھی۔سگریٹ کا دھواں چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔۔

ماہا کو اسکے وجود سے نفرت تھی۔اُس نے اپنی ساری زندگی اس سے نفرت کرنے کے علاوہ کیا ہی کیا تھا۔

اور آج ضیغم جو اسکے چلے جانے سے عجیب احساسات نے گھیرا ہوا تھا۔وہ خود اپنی اس حالت کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ایسا کیوں تھا۔

وہ اتنا خوبرو تھا کہ شہزادے بھی اس کے سامنے ماند پڑ جائیں۔اسکی گہری آنکھوں کے اوپر گھنی مڑی ہوئی ی پلکیں, ہلکی سی سانولی رنگت, لمبا قد اور مضبوط جسم۔اسکی یونیورسٹی میں لڑکیاں اس کی ایک جھلک نظر آجانے پر آہیں بھرنے لگتی تھیں۔

یہ اور بات تھی کہ وہ خود کسی سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔اسکے غصے سے ہر کوئی ی گھبراتا تھا۔وہ بلا کا سنجیدہ, بہت کم گو اور ذہین طالب علم تھا لیکن دنیا کی شاید یہ واحد لڑکی تھی جسے وہ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اب وہ ٹیرس کی ریلنگ سے لگا, لان میں قہقہے لگاتی اور مہندی لگاتی لڑکیوں کے بیچ بیٹھی ماہا کو دیکھ رہا تھا۔پیلا جوڑا اسکی دودھیا رنگت پر جچ رہا تھا۔وہ ایک نازک زرد پھول لگ رہی تھی۔

وہ یونہی اسے دیکھنے میں محو تھا جب اچانک ماہا نے اوپر دیکھا۔وہ گڑبڑا کر پیچھے ہوا۔

کمرے کی طرف جاتے ہوئے اسے اپنی اس حرکت پر غصہ آرہا تھا۔وہ کیوں اسکو ایسے دیکھ رہا تھا۔ منتشر ذہن کو جھٹکا اور ایک دم سے بیڈ پر ڈھے گیا۔

" مما مما کہاں ہیں آپ؟ "

وہ خوشی سے چہک رہا تھا۔اوپر اپنے پورشن میں آکر وہ زارا کو کمروں میں تلاش کرتے ہوئے پرجوش لہجے میں پکار رہا تھا۔زارا ہاتھ پونچھتی ہوئیں کچن سے نکلیں تو اپنے بیٹے کے چہرے پر برسوں بعد اتنی خوشی دیکھ کر حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثر لئے آگے بڑھیں۔

مما مجھے دبئی کی کمپنی سے کال آئی ہے,میری جاب ہوگئی ہے۔انٹرنیشنل کمپنی " " ہے بہت اچھا سیلری پیکج ہے۔

وہ پرجوش لہجے میں ساری تفصیلات دیتے ہوئے زارا کو گول گول گھوما رہا تھا اور وہ اس کی خوشی میں سرشار ہو رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

" اپنے ماموں کو بتایا؟ "

زارا کی آواز خوشی سے کانپ رہی تھی۔

جی جی بالکل سب سے پہلے ان کو ہی بتایا ہے ماموں بہت خوش ہیں۔پر ایک اسرار کیا ہے انھوں " نے۔ "

وہ لبوں کو سکوڑتے ہوے افسردگی سے گویا ہوا اور کاؤچ پر بیٹھ گیا۔زارا نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

ماموں چاہتے ہیں میں ماہا کی شادی کے بعد جاؤں۔"اس نے کشن کو اٹھا کر گود میں رکھا اور " دلگیر لہجے میں رضا کی فرمائش کے بارے میں بتایا۔

ہاں تو ٹھیک ہی تو کہہ رہے ہیں تمہارے ماموں۔رک جاو شادی میں بہت کام بھی ہوں گے۔ " "

زارا نے لاڈ سے اس کی پیشانی پر بکھرے بالوں کو اور بکھراتے ہوئے کہا۔اس نے ماں کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔

www.novelsclubb.com

" ٹھیک ہے صرف آپ کے لئے اور ماموں کے لئے رک رہا ہوں۔ "

آج شادی کا دن تھا ماہا دلہن بننے کے لئے پارلر جا چکی تھی۔اب سب کو بھی میرج ہال پہنچنا تھا۔وہ سب تیاریوں میں لگے تھے جب ایک لڑکی بڑی عجلت میں گاڑی سے اتری اور ادھر ادھر دیکھتی ہوی تیزی سے رضا کی طرف بڑھی۔

میں احمد کی وائی ف ہوں۔آپ لوگوں کو وہ لوگ دھوکا دے رہے ہیں۔پلیز آپ لوگ ان " "کے چُنگل سے بچ جائی یں۔

وہ روتے ہوے ساری حقیقت بیان کر رہی تھی اور رضا لڑکھڑا گئے۔پاس کھڑے احمر نے بمشکل ان کو سنبھالا۔

پل بھر میں سب ختم ہو چکا تھا۔وہ لڑکی سارے ثبوت اور تصاویر دکھا رہی تھی۔

رضا کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔سب ختم ہو گیا تھا دلہن کے جوڑے میں, ماہا ہسپتال کے بنچ پر ساکت بیٹھی تھی۔اسکی آنکھوں سے بس آنسو رواں تھے۔صبا کا رو رو کر برا حال تھا۔زارا اسے اپنے بانہوں میں تھامے حوصلہ دے رہی تھی۔ڈاکٹر جیسے ہی انتہائی نگہداشت کے کمرے سے باہر آئے احمر اور ضیغم تیزی سے ڈاکٹر کی طرف بڑھے۔

www.novelsclubb.com

اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔ایک وقت میں ایک شخص اندر جائے اور زیادہ بات نہ کریں۔ "

" آپ لوگوں میں سے ماہا کون ہیں؟

ڈاکٹر نے تفصیلات دیتے ہوئے اچانک نگاہ سب کی طرف اٹھا کر سوال کیا۔ماہ برق رفتاری سے اپنی جگہ پر سے اٹھی۔

" رضا صاحب آپکو اندر بلا رہے ہیں۔پہلے آپ جائے۔ "

ماہا ڈاکٹر کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی تیزی سے کمرے کی طرف بڑھی۔اپنے بابا کو پل بھر میں اس حالت میں دیکھ کر اسکی ہچکی بندھ گئی۔

" بابا۔۔۔ "

جیسے ہی رضا نے آنکھیں کھولیں۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔وہ تکلیف میں بھی مسکرا دیے۔

"اپنی شادی والے دن کون روتا ہے پگلی۔ "

www.novelsclubb.com

ماہا نے چونک کے ان کی طرف دیکھا۔

"! بابا میری شادی "

ہاں تمھاری شادی ضیغم کے ساتھ "انھوں نے اسکا ہاتھ اپنے کانپتے ہاتھوں میں لیتے ہوئے " نقاہت سے جواب دیا۔

ماہا کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔رضا کے ہاتھ میں رکھا ہاتھ ایک جھٹکے سے پیچھے کھینچ لیا۔

عشق ایسا ہو تو(ترمیم شدہ)#

قسط3#

ازمہر علی#

" ماہین رضا ولد رضا شہد آپکو ضیغم حسن ولد حسن احمد سے نکاح قبول ہے۔ "

www.novelsclubb.com

یہ الفاظ اب تیسری دفعہ اسے سنائی دے رہے تھے۔وہ ساکن ہسپتال کے بینچ نما بیڈ پر دلہن بنی بیٹھی تھی۔ایک مجبور باپ کی محبت کے آگے زیر دلہن بیٹی, جسکی زندگی پل بھر میں کیا سے کیا ہونے جارہی تھی۔

وہ جس نے کبھی بھول کر بھی یہ سوچنا گوارا نہیں کیا تھا کہ وہ کبھی ضیغم کی بیوی بن کر ہمیشہ کے لئے اس کی زندگی کی اہم رکن بن جائے گی, آج وہی مغرور ماہین رضا ضیغم حسن کی زندگی کا اہم حصہ بننے جارہی تھی۔

" ماہا بیٹا بولو "

رضا کی نقاہت بھری کانپتی ہوئی آواز خاموشی میں ابھری تو وہ چونکی۔ جھکی نگاہ اٹھائی اور ان کی طرف دیکھا۔ رضا کی آنکھوں میں بے بسی تھی, خواہش تھی۔ ایک ایسا باپ جس کی صرف ایک اولاد ہو اور وہ بھی بیٹی۔ جس کی شادی کے دن اسکی بارات نا آئی ہو۔ جس کو اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نا ہو وہ یونہی بے بس ہو جاتا ہے انہیں ضیغم پر پورا بھروسہ تھا اور اب تو یہ حالات اللہ کے پیدا کردہ تھے۔ رضا کی آنکھوں کی بے بسی پر وہ نم آنکھوں کو میچ گئی اور پھر گھٹی سی آواز کمرے میں گونج گئی۔

www.novelsclubb.com

" قبول ہے۔ "

بمب ہی تو تھا جو زارا نے اسکے سر پر پھوڑا تھا۔ وہ حیران ہی تو تھا۔

" وہ کیسے مان گئی ہے یہ بات ! "

نکاح نامے پر دستخط کرتے وقت تک بس ایک ہی بات اسے حیران اور پریشان کر رہی تھی۔

حالات ایسے تھے کہ وہ اپنے دونوں ماموں اور اپنی ماں کا حکم کسی صورت نہیں ٹال سکا تھا۔

تو ماہین رضا قدرت کو تمھاری ہار ہی منظور تھی۔ تمہیں میرے جیسے کنگلے کی ہی بیوی بننا تھا۔ "
"

نکاح کی دعا کے بعد اس نے گہری سوچ میں ڈوبے آہستگی سے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

سفید قمیض شلوار میں بکھرے سے بال لیے وہ فتح کے گھوڑے پر سوار وہ شہزادہ تھا جسے بنا چاہے سب کچھ مل گیا تھا۔

----

www.novelsclubb.com

رضا شہد تین دن بعد ڈسچادج ہو کر گھر واپس آئے تھے۔

ضیغم بھی ان کے ساتھ آج ہی گھر آیا تھا۔ ہسپتال میں دن رات وہ ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس وقت سب لوگ رضا کے کمرے میں موجود تھے جہاں بیڈ پر رضا نیم دراز تھے اور ماہا ان کے سینے سے لگی مسلسل رؤے جا رہی تھی۔

ضیغم نے کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔رو رو کراس کی آنکھیں سوزش زدہ تھیں۔ وہ اس حالت میں بھی بے حد حسین لگ رہی تھی۔ نکاح کے بعد آج وہ اسے اتنے غور سے اور حق سے دیکھ رہا تھا۔وہ بے ساختہ اس ظالم حسینہ کو دیکھنے میں اتنا گم تھا کہ احساس ہی نہیں ہوا اسد اسے کب سے نوٹ کرر ہا ہے۔احساس تو تب ہوا جب اسد نے زور سے اسکے کندھے سے اپنا کندھا ٹکرایا۔

ضیغم نے سٹپٹا کراس کی طرف دیکھا تو اسد نے شرارت سے مسکراتے ہوئے آنکھ کا کونا دبا دیا۔اسد کے چوری پکڑ لینے پر وہ اب گڑ بڑا کر سب کو دیکھ رہا تھا مبادا کسی اور نے بھی یہ سب نوٹ کیا ہوا لیکن سب رضا اور ماہین کی طرف دیکھنے میں مگن تھے۔

ضیغم بیٹا ادھر آؤ میرے پاس" رضا نے ضیغم کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا تو وہ سر جھکائے آہستگی سے بیڈ کی طرف کی بڑھا۔

ماہا ان کی دائیں طرف بیٹھی تھی اور وہ بائیں طرف بیٹھ گیا۔رضا نے آہستگی سے ضیغم کا ھاتھ اپنے ھاتھ میں لیا مسکراتے ہوئے شائستگی اور محبت سے دیکھا۔

ضیغم نے فوراً ان کی مسکراہٹ کا جواب اپنی مسکراہٹ سے دیا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہا ہو بے فکر رہے ہیں ماموں آپکی بیٹی کو پورے دل سے اپنایا ہے۔

وہ یونہی مسکرارہا تھاجب رضانے اس کا ہاتھ ماہا کے ہاتھ میں دے دیا۔دونوں کو جیسے ایک ساتھ بجلی کوند جانے جیسا احساس ہوا۔ماہا حیرت سے ابھی یہ سب دیکھ ہی رہی تھی جب رضانے ضیغم کی کھلی ہتھیلی میں ماہا کا ہاتھ رکھنے کے بعد ضیغم کے ہاتھ کو بند کر دیا۔وہ جو ابھی اس سب کو بس سمجھ ہی رہی تھی اب چہرہ غصے میں سرخ ہونے لگا۔اس نے فوراًاپنا ہاتھ پیچھے کھینچنا چاہا لیکن ناکام رہی ضیغم کے ہاتھ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔

وہ اب بار بار ہاتھ چھڑانے کی ناکام سعی کر رہی تھی جبکہ رضاان دونوں کو نصیحت کرنے میں مصروف تھے۔اور باقی سب نفوس بھی ان کی طرف متوجہ تھے۔ماہانے دانت پیستے ہوئے ناک پھلا کر ناگواری سے ضیغم کی طرف دیکھا۔

وہ پہلے سے ہی اس کا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کو ناکام کرتے ہوئے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔وہ ایک دم سے ساکن ہوئی ضیغم کی گہری آنکھوں میں کیا کیا تھا جس سے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی سنسناہٹ دوڑ گئی۔ "

www.novelsclubb.com

بدلہ,ہر تذلیل کا۔اسکا دل دھک سارہ گیا۔

کیا اب یہ اپنی ہر تذلیل کا بدلہ لے گا مجھ سے اف۔۔۔اف۔۔۔خدایا یہ کیا ہو گیا؟" سرخ " چہرہ ایک دم سے لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔

" ماہین رضااب یہ ہاتھ قسمت نے میرے ہاتھ میں دیا ہے۔ایسے تو نہیں چھوڑوں گا۔"

ضیغم کے لبوں کی معنی خیز مسکراہٹ سامنے بیٹھی ماہا کی حالت اور ابتر کر رہی تھی۔اسکا نرم گداز ساہاتھ اسکے مظبوط ہاتھ میں گم تھا۔ ضیغم کی گرفت اتنی مظبوط ہوتی جارہی تھی کہ تکلیف سے ماہا کی آنکھیں نم ہونے لگیں اور پھر وہ ایک دم سے رونے لگی۔ ضیغم نے گڑبڑا کر ہاتھ کی گرفت ختم کی۔

سب لوگ ماہا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور وہ ہچکیوں میں روتی ہوئی ایک بار پھر رضا کے سینے سے جالگی۔

کمرے میں اس کے ایسے رونے سے خاموشی چھا گئی سب جانتے تھے کہ وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن سب یہ مانتے تھے کہ وہ بیوقوفی کے سوا کچھ نہیں کرتی تھی۔ ضیغم جیسا انسان مل جانا اس کی خوش قسمتی تھی اور سب کو ضیغم پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ بہت جلد اس کی نفرت کو محبت میں بدل لے گا۔

www.novelsclubb.com

"بابا میں ضیغم کے ساتھ ہر گز دبئی نہیں جاؤں گی۔ "

ماہا کی چیختی آواز کمرے میں گونجی۔وہ تو اس دن سے اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی اور بابا چاہتے تھے کہ وہ ضیغم کے ساتھ رخصت ہو کر دبئی چلی جائے۔بابا کے اس فیصلے پر اسکا سر پھٹنے لگا تھا۔

وہ جسے اپنے گھر میں وہ برداشت نہیں کرتی تھی اب اس کے ساتھ دبئی میں اسکے سوا اور کوئی نہیں ہوگا۔وہ تو یہ سب سوچ کر ہی دہل گئی تھی۔

بیچارگی سے رضا کی طرف دیکھا جن کی آنکھوں سے صاف ظاہر تھا وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ ضیغم کے ساتھ چلی جائے۔

وہ غصے سے پیر پٹختی رضا کے کمرے سے نکلی تھی۔صبا فوراً اس کے پیچھے ہی کمرے سے نکلیں اور جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی عقب سے صبا کی آواز پر قدم تھم گئے۔

ماہا فضول کی ضد چھوڑ دو بیٹا تمہیں پتہ ہے نہ تمھارے بابا کو کوئی سٹریس نہیں دے سکتے " ہم۔ "

صبا بہت نرمی سے اسے سمجھا رہی تھیں۔

اس نے بیچارگی سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔صبا نے فوراً اسے گلے سے لگا لیا۔

" ماہا ضیغم بہت اچھا نیک بچہ ہے۔ "

صبا کی آواز زہر کی طرح اسکے کانوں میں گھل رہی تھی۔

یہی تو وہ جملہ تھا جس سے اسے نفرت تھی۔

ضیغم وہ۔۔ ضیغم یہ۔۔۔۔

اس نے ناگواری سے خود کو صبا سے الگ کیا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

ایرپوٹ پر وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔گھر کے تقریباً نفوس ان کے ہمراہ انہیں الوداع کہنے آئے تھے جن میں وہ اسکے برابر کھڑا یوں مسکرا رہا تھا جیسے کوئی ی جنگ فتح کر چکا ہو۔

ماہین رضااب رونے کی باری تمہاری ہے۔اسے وہ سارے لمحے رات بھر یاد آتے رہے تھے۔ "

ماہا کی اکڑ,اس کا غرور اور اب جس دن سے ان کا نکاح ہوا تھا تب سے وہ اسکے سامنے تک نہیں آئی ی تھی۔

www.novelsclubb.com

اور آج مجبور اور لاچار اس کے پہلو میں بیٹھی تھی۔

سفر کے دوران دونوں کے درمیان مکمل خاموشی تھی۔ایک نفس کے چہرے پر ناگواری اور بیزارپن تھا۔جبکہ دوسرے کے چہرے پر برسوں بعد سکون تھا,طمانت تھی۔ ضیغم نے اس کے

غصے سے سرخ ہوتے چہرے پر ایک نگاہ ڈالی اور مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ سر نشست کی پشت سے ٹکا دیا۔

عشق ایسا ہو تو (ترمیم اور اضافہ شدہ)#

قسط4#

از مہر علی (ہما وقاص)#

ضیغم فلیٹ کی چابی لے کر واپس آیا تو وہ فلیٹ کے آگے بنی لمبی راہداری میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔ اس کو دیکھتے ہی ایک زہر خندہ نگاہ اس کی طرف اچھالی۔ ضیغم اس کی طرف متوجہ ہوئے بنا دروازہ کھول رہا تھا۔

" چلو کھل گیا دروازہ "

www.novelsclubb.com

ضیغم بنا پیچھے دیکھے کہتا ہوا فلیٹ میں داخل ہو چکا تھا۔ وہ بھی ارد گرد دیکھتی ناگواری سے بھنویں سکیڑے فلیٹ میں داخل ہوئی۔

چھوٹا سالاؤنج جس میں اوپن کچن تھا۔لاؤن میں ٹی کے سامنے دو سنگل کاوچ سجے تھے اور ان کے سامنے چھوٹی سی شیشے کی میز۔لاؤنج میں سے ہی ایک عدد بیڈ روم کا دروازہ کھل رہا تھا۔ماہا یونہی جائزہ لیتی بیڈ روم میں داخل ہوئی ی۔۔

ضیغم اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا اور پھر شاید واش روم میں گھس گیا تھا۔بیڈ روم میں ایک سنگل بیڈ سے تھوڑا سا بڑا بیڈ تھا۔سامنے دیوار پر آئی ینہ نسب تھا جس کے آگے ایک لکڑی کا میز رکھ کرا سے سنگھار میز کی شکل دی ہوئی ی تھی۔لاؤنج کی طرح کے ہی ایک سنگل کاوچ کا ایک پیس ادھر بیڈ رو میں سجا تھا۔ایک۔دم سے ماہا کا ماتھا ٹھنکا۔وہ گھوم گھوم کے کمرے کا جائی زہ لے رہی تھی۔وہ رکی ایک دفعہ پھر سے غور سے سارے گھر کا جائی زہ لیا۔

صرف ایک بیڈ؟ کوئی ی پورا صوفہ تک نہیں۔سیر سلی۔۔۔"خود کو مخاطب کرتے ہوئے " حیرت سے اسکی آنکھیں پوری کھل گیں۔اسی لمحے واش روم کا دروازہ کھلا اور ضیغم باہر آیا۔

" سونا کیسے ہے؟ "

www.novelsclubb.com

وہ شرٹ کے بازو نیچے کر رہا تھا جب ماہا نے انتہائی بد تمیزی سے چیختے ہوئے سوال کیا۔ضیغم نے ایک اچٹتی نگاہ پورے کمرے پر ڈالی اور فوراً اسکا چیخنا سمجھ میں آ گیا۔

یہ یہیں پر غالباً اسے سونے کے لئے ہی رکھا گیا ہے۔"کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے " بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔

ٹھیک ہے میں یہاں سو جاؤں گی۔ تم کہاں سوؤ گے ؟۔ "

ماہا نے بھنویں اچکاتے ہوئے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ نکاح کے دن کے بعد سے لے کر اب تک میں یہ ان کی آپس میں پہلی اور لمبی گفتگو تھی۔اس سے پہلے تو ائیر پورٹ سے یہاں تک ہوں, ہاں سے کام چلا رہے تھے۔

" کیا مطلب کہاں م میں بھی یہیں سوؤں گا۔ "

ضیغم نے ٹاول سے ھاتھ صاف کرتے ہوئے بڑے مصروف اور بلا کے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ وہ تنک کر پوری طرح اس کی طرف گھوم گئی۔

دماغ پھٹنے کی حد تک آگیا تھا۔

www.novelsclubb.com

" کیا مطلب تمھارا؟ تم۔۔۔تم کہیں اور لیٹو گے ۔ "

ہاتھ کو ہوا میں اٹھاتے ہوئے اپنے مخصوص تلخ لحجے میں اس کی بات کی نفی کی۔ ضیغم نے بھنویں سکیڑ کر بغور اس کی طرف دیکھا۔تو میڈم کس زعم میں جی رہی ہیں۔ یہ ان کا گھر ہے جہاں مجھ پر حکم چلاتی رہیں گی۔

" کیوں میں اور کہیں کیوں جاؤں؟"

کیونکہ یہاں میں سونے والی ہوں تو تم کہیں اور سوؤ گے۔" بڑے رعب سے حکم صادر کیا "

اس کے ہی گھر میں کھڑی اس پر حکم چلاتی وہ اسے تپا گئی۔ آخر کو وہ اسے سمجھتی کیا تھی۔

" ایکسکیوز می تم شاید بھول رہی ہو یہ میرا گھر ہے۔ "

ضیغم نے انگشت ہوا میں اٹھاتے ہوئے رعب سے کہا۔

مسز ایک بات غور سے سن لو نہ تو اب یہ تمھارا گھر ہے اور نہ میں اب تمھارے ٹکڑوں پر پل رہا "

" ہوں۔ اس لیے میں تو یہیں بیڈ پر لیٹوں گا۔ تم اپنا انتظام کر لو۔

دانت پیستے ہوئے بات مکمل کرنے کے بعد وہ اطمینان سے مڑا اور بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔ ماہا نے تلملا کر اس کی طرف دیکھا جو ڈھیٹوں کی طرح اب بیڈ پر چت لیٹا تھا۔ دل کیا آگے بڑھے تکیہ اس کے منہ پر رکھے اور سانس بند کر دے اس ظالم انسان کی تو آتے ہی اس نے ظلم شروع کر دیے تھے۔

پہلے پہل تو کھڑی اسے گھورتی رہی کی شاید وہ احساس کر کے اٹھ جائے گا اور کہے گا چلو لیٹ جاؤ تم مگر جب اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھا تو وہ گھبرا گ ئی ی۔ اسکا ایسا انداز تو کبھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ لب کچلتے ہوئے ارد گرد کا ایک دفعہ پھر سے جائی زہ لینے لگی۔

www.novelsclubb.com

سنگل کاوچ وہ بھی اونچے بازؤں والا جس پر سونا بہت مشکل کیا نا ممکن تھا۔۔

ٹھیک ہے۔ تمھارے ساتھ سونے سے زیادہ بہتر ہے۔میں زمین پر سو جاؤ ں" وہ پیر پٹختی " اونچی آواز میں بڑبڑاتی ہوئ ی باتھ میں گھس گ ئ ی۔ ضیغم نے گردن گھما کر باتھ روم کے بند دروازے کی طرف دیکھا۔

یہ تو شروعات ہے میڈیم عقل نا ٹھکانے لگادی تو بات کرنا۔"پر سکون انداز میں سوچتے ہوئے " کروٹ لی۔

ماہم باہر نکلی تو وہی ناگوار لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ڈھیلی ڈھالی سے اونچی ٹی شرٹ اور ٹریوزر اس کا لباس دیکھتے ہی ضیغم کے پر سکون چہرے کے زاویے بدل گئے۔وہ گردن کو اونچا کرتی اترا کر آگے بڑھی۔

تم کیا سمجھتے ہو ضیغم حسن تم نے مجھے زیر کر لیا؟ماہین کو زیر کر لیا ہنہ۔ہ۔ہ کبھی نہیں۔ بھول " ہے تمھاری میں تمہیں تنگ ہی اتنا کروں گی کہ تم مجھے خود چھوڑو گے اور سب کے سامنے برے بھی تم ہی بنو گے۔دیکھنا تم کیا حالت کروں گی تمہاری۔ وہ دل ہی دل میں اپنی ہار کو تسلیم نہ کرتی ہوئی کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھی اور وہاں سے دو عدد چادریں لے کر واپس پلٹی ضیغم چور نگاہوں سے اسی نقل و حرکت کو جانچ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ بڑے زعم سے گردن اکڑائے ایک چادر کو نیچے بچھا کر دوسری کو اوپر تان کر فرش پر چت لیٹ گئی۔ غصہ اور زعم اتنا تھا کہ سخت فرش پر لیٹنا ضیغم کے ساتھ لیٹنے سے زیادہ بہتر لگ رہا تھا۔

دبئی ریگستان ہی ہے۔سنا ہے نچلے فلور پر یہاں تو زمین پر سانپ عام گھومتے ہیں اور گھروں میں " بھی گھس آتے ہیں۔ "

وہ چادر کو چہرے تک تانے لیٹی تھی جب ضیغم کی آواز خاموش کمرے میں گونجی۔ماہا نے پٹ سے بند آنکھیں کھولیں وہ بڑے مزے سے دونوں بانہوں کو فولڈ کئے سر کے نیچے رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔ لبوں پر اب مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی۔

جیسے ہی ضیغم کی بات پر غور کیا اچھل کر اٹھی بیٹھی اور ارد گرد خوف سے نگاہ دوڑائی ی جیسے واقعی کوئی ی سانپ ڈھونڈ رہی ہو۔غصے سے جھٹکا کھا کر اٹھی۔گھور کر ضیغم کی طرف دیکھا اور پھر دانت پیس کر بڑبڑاتی ہوئی کاؤچ کی طرف بڑھی۔

وہ چادر لپیٹ کر کاوچ پر سکڑ کر ایسے لیٹی کہ ضیغم نے بمشکل مسکراہٹ دبا کر کروٹ بدلی اور اس سے بے نیازی برتتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

رات کا وسط پہر تھا جب ایک دم سے اس کی گردن میں درد کی شدید ٹیس اٹھی۔ آنکھ کھلی تو وہ کاوچ پر گٹھڑی بنی سو رہی تھی جس کے باعث اب گردن اکڑ گئی تھی۔ بمشکل درد کو برداشت کرتی ہوئی سیدھی ہوئی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا گئے۔

بیچارگی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیڈ تک آئی۔ ضیغم بے خبر گہری نیند میں تھا۔

اف خدا کہاں لیٹوں ؟"نیند سے اور تھکاوٹ سے آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں۔ "

" اسکے پاؤں کی طرف لیٹ جاؤں کیا؟ نہیں نہیں "

سر کو نفی میں ہلا کر اپنی سوچ کی تردید کی۔ ضیغم کے سر پاس کے پڑے تکیوں کو دیکھ کر جیسے ذہن میں جھماکا ہوا۔ آہستگی سے اس کے سر کے نیچے سے تکیوں کو کھینچا اور پھر اس کے سامنے دیوار کی شکل میں تکیے لگا دیے۔ اب یہ بیڈ دو حصوں میں بٹ چکا تھا اور ضیغم بیڈ کے دوسری طرف تھا۔ پر سکون سانس خارج کرتی وہ خود کو داد دیتی وہاں لیٹی اور چادر اوڑھ لی۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں پھیلتی روشنی صبح کا پیغام دے رہی تھی۔ ضیغم نے کسلمندی سے آنکھیں کھولیں تو اس کے چہرے پر تکیہ دھرا تھا۔ سینے پر کسے کے بازو کا وزن تھا اور ٹانگ پر کوئی اپنی دونوں ٹانگیں رکھے ہوئے تھا۔ ضیغم کی بوجھل آنکھیں پٹ سے کھلیں۔ تیزی سے تکیہ چہرے پر سے اٹھایا۔

محترمہ اسے اپنا تکیہ سمجھ کر بازو ٹانگیں سب اس پر رکھے بے خبر سو رہی تھی۔ گردن سے نیچے تک جھولتے بال جو اس نے اپنی شادی کے لئے بڑھائے تھے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔ گھنی خم دار پلکیں گداز گالوں پر موندی ہوئی تھیں۔ ہلکے گلاب کے رنگ کو چراتے خوبصورت لب بند کیئے وہ دلکشی کی آخری حدود کو چھو رہی تھی۔ ضیغم بے ساختہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔

زندگی میں پہلی بار وہ اس کے اتنی قریب تھی اور وہ اس کے ہر نقش کو دیکھ رہا تھا۔دبی سے محبت کی چنگھاریاں پورے وجود میں کوندرہی تھیں۔اچانک دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں جو بھی تھا لیکن وہ اس سے کبھی نفرت نہیں کر سکا تھا آخر کو کیوں؟خود ساختہ سوال تھا۔نرم نگاہوں کو اس کے چہرے پر گھماتے وہ اسے دیکھنے میں محو تھا جب وہ ہلکا سا کسمسائی

اپنے چہرے پر کسی کی انکھوں کی تپش محسوس کرتے ہی کسلمندی سے بوجھل آنکھیں کھولیں اور اپنی حالت دیکھ کر جیسے کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔ پیچھے ہو کر بھی طبیعت بحال نہ ہوئی تو جھٹکے سے بیڈ سے اترنے ہی والی تھی جب ضیغم کے مضبوط ہاتھ نے کلائی تھام لی۔ ساری بہادری پل بھر میں بھک سے اڑ گئی۔ سٹپٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

کہاں جا رہی ہو۔سو جاؤ میں آفس جا رہا ہوں۔" ضیغم نے نگاہیں چراتے ہوئے کہا اور تیزی سے " بے ترتیب دھڑکنیں سنبھالتا اٹھ کر باتھ کی طرف بڑھ گیا۔

" ہنہ۔ہ۔ہ۔ہ۔۔شو جاؤ میں جارہا ہوں۔۔۔۔۔ "

ماہا نے ناک چڑھا کر منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے اس کی نقل کی,اس کی طرف کے کمبل کو کھینچ کر اپنی طرف کیا اور اچھی طرح لپیٹ کر لیٹ گئی۔ساری رات چادر میں سردی کی وجہ سے کمر اکڑ گ ئی ی تھی۔

اے سی شاید پوری رفتار پر تھا۔کمبل میں سے خوشگوار مہک ناک کے نتھنوں میں گھسی۔

" سینٹ کون سا لگاتا ہے یہ؟ "

خود ساختہ سوال کیا اور پھر منہ بسورتے ہوئے آنکھیں موند لیں پھر خبر نہیں ہوئی کب آنکھ لگی اور کب ضیغم آفس گیا۔

آنکھ کھلی تو دوپہر کے دو بج رہے تھے اور پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔رات تو وہ کھانا کھا کر آئے تھے باہر سے لیکن غصے میں اور نخرے میں اس نے کم ہی کھایا تھا۔تازہ دم ہونے کے بعد باہر آئی اور حیرت سے سامنے کچن کی شیلف پر رکھے سامان کی طرف دیکھا

www.novelsclubb.com

بریڈ انڈے جیم سب کچھ رکھا ہوا تھا۔تیزی سے آگے بڑھی ٹوسٹر میں بریڈ ڈالی ایک طرف دودھ کو گلاس میں انڈیلا اور انڈے کا آملیٹ تیار کیا۔

جلدی سے ناشتہ کرتی ہوں اور پھر تیار ہو کر باہر کا جائزہ لے کر آتی ہوں اور گھر کال کرتی ہوں سب کو۔اپنی سوچ پر اثبات میں سر ہلاتی وہ تیز تیز ہاتھ چلا رہی تھی۔

پاکستان کا نمبر تو یہاں چلتا نہیں تھا اس نے قریبی فون بوتھ سے کال کرنے کے بارے میں سوچا تھا ۔ناشتہ کرنے کے بعد آدھا گھنٹہ لگا جرنک سک سے تیار ہوئی اور جیسے ہی دروازے پر پہنچی سارے خواب بھک سے اڑ گئے دروازہ باہر سے لاک تھا۔

چہرہ غصے سے سرخ ہوا اور کان کی لو تک تپنے لگی۔

" کیا بدتمیزی ہے یہ؟ "

" اب وہ مجھے یوں قید کر کے رکھے گا۔ "

اتنے غصے کے باوجود دل عجیب طرح سے ڈر گیا۔دل چاہا اسی لمحے ضیغم سامنے آجائے اور وہ اس کا گلا دبا دے۔

www.novelsclubb.com

غم اور غصے کی کیفیت میں ایک طرف پرس اچھالا, جوتے ایک ایک کر کے پاؤں سے اچھال کر اتارے اور دھپ سے کاؤچ پر بیٹھ کر سر کو تھام لیا۔

\-------------------

وہ یونہی بھوکی پیاسی غصے میں جلتی کڑھتی کاؤچ پر بیٹھی تھی جب شام کے آٹھ بجے کے قریب مین دروازے کا لاک کھلنے کی آواز آئی ی وہ بپھری شیرنی کی طرح اپنی جگہ سے اٹھی اور جب تک ضیغم کمرے میں پہنچا وہ اس کے سر پر کھڑی تھی۔

" تو چیپ پن پر اتر ہی آئے تم اور اب تم مجھے یوں قید کرو گے ؟ کیوں لاک لگا کر گئے تھے باہر سے ؟ میں کوئی ی غلام ہوں تمھاری جسے تم یوں جانوروں کی طرح بند کر گئے۔ "

وہ غصے میں تلملاتی کانپتی آواز میں چیخ رہی تھی اور ضیغم ابھی تک یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر کو ہوا کیا ہے۔ کن اکھیوں سے اس کی تیاری کا جائزہ لیا تو سب سمجھ آگیا۔

" ہاں کیا تھا بند جو مناسب سمجھا کر دیا۔ "

پر سکون لہجے میں کہتا آگے بڑھا اور ہاتھ میں پکڑا ایگ کچن شیلف پر رکھا وہ واپسی ہر پیزا لے کر آیا تھا

۔

www.novelsclubb.com

" مناسب ! کیا مناسب شرم نہیں آتی تمہیں ؟ مجھے یوں اکیلے قید کر دیا۔ اگر مجھے کچھ ہو جائے میں گھر سے باہر بھی نہ جا سکوں۔ "

" دیکھو زیادہ بھڑکنے کی ضرورت نہیں سمجھی تم فرسٹ ٹائم دبئی آئی ہو اور مجھے پتہ تھا تمھاری ذہنیت کا کہ تم باہر نکلو گی اور کہیں بھی چلی جاؤ گی۔ تمھارا کیا جاتا ؟ پریشان تو میں ہوتا نہ

وہ انگشت کو اسکی آنکھوں کے سامنے تانے سخت لہجے میں سمجھا رہا تھا۔

" اچھا تو اب تم آ گئے ہو نہ تو میں ابھی جاؤ ں گی باہر دو مجھے کیز "

" دماغ ٹھیک ہے تمھارا رات ہو گئی ہے میں پیزا لے آیا ہوں کھالو۔ "

" جسٹ شٹ اپ۔ میں ابھی اور اسی وقت جاؤں گی۔ "

وہ غصے میں اسکے ہاتھ سے چابی چھیننے کے لیے آگے بڑھی۔ ضیغم نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا کل رات سے اسے برداشت کر رہا تھا اور وہ تھی کہ بد تمیزی کی انتہاؤں کو چھونے لگی تھی۔

آرام سے بیٹھو وہاں۔ زیادہ اکڑ مت دکھاؤ میرا گھر ہے اور میں اپنی مرضی سے لے کر جاؤں گا۔ "

" فریش ہو لوں لے کر جاتا ہوں تمہیں۔

" تمھارے ساتھ جاتی ہے میری جوتی, میں خود جاؤ ں گی دو مجھے چابی "

وہ کسی حسینہ کے روپ میں چڑیل لگ رہی تھی۔ ضیغم اس کا ہاتھ جھٹک کر ان سنی کرتا آگے بڑھا اور ابھی کمرے کے دروازے کے پاس پہنچا تھا جب وہ پاگلوں کی طرح طیش میں آگے بڑھی اور ایک جھٹکے سے ضیغم کو کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف موڑنے کی کوشش کی۔ وہ یہ سب اتنی قوت سے کر گئی تھی کہ اسکے لمبے ناخن ضیغم کے کندھے پر خراشیں ڈال گئے۔

www.novelsclubb.com

تکلیف کا اثر ایک طرف تھا اسے ماہا کی اس حرکت پر اتنا غصہ آیا کہ ساری ہمدردی سارے جذبے ایک طرف رکھے اپنے آہنی ہاتھوں میں اسکے چہرے کو دبوچ لیا۔وہ مچھلی کی طرح تڑپ گئ۔ ضیغم کی پیشانی پر انگنت بل اس کے غصے کو صاف ظاہر کر رہے تھے۔

اب وہ وہ ضیغم حسن نہیں تھا جو منہ پر بونسر کھا کر بھی چپ رہتا تھا۔جو اس کی ہر بد تمیزی سہہ کر غصہ فقط چیزوں پر اتارتا تھا۔آج تو چیزوں کے بجائے غصہ اس کے نازک چہرے پر اتر رہا تھا۔

" مسئلہ کیا ہے تمھارا ہاں؟خود کو سمجھتی کیا ہو؟ "

ضیغم کی غراہٹ پر پل بھر کو وہ سٹپٹائی لیکن پھر اپنے دونوں ھاتھوں سے اپنا چہرہ اسکی گرفت سے چھڑانے کے لئے مزاحمت کرنے لگی۔

پہلے تو میں ایسا کچھ نہیں سوچتا تھا کہ تم جیسی پاگل کو قید کر کے رکھوں اکیلے جانے نہیں دوں " " کہیں لیکن اب میں ایسا ہی کروں گا جو کرنا ہے کرو لاک ہے دروازہ کھول سکتی ہو تو کھول لو۔

www.novelsclubb.com

ضیغم نے ایک جھٹکے سے اس کے چہرے کو چھوڑا وہ لڑکھڑا گئی۔گداز سفید گالوں پر ضیغم کی انگلیوں کے نشان گہرے تھے۔وہ باتھ روم کا دروازہ زور سے مارتا ہوا اندر جا چکا تھا جبکہ وہ آنکھوں میں آنسو بھرے بچوں کی طرح رو دی۔

عشق ایسا ہو تو(ترمیم اور اضافہ شدہ)#

قسط5#

از مہر علی(ہما وقاص)#

صبح آنکھ کھلی تو وہ پھر بیڈ پر ہی سو رہی تھی۔

اسے نہیں خبر رات کے کس پہر وہ نیند سے بے حال آکر بیڈ پر اس کے ساتھ لیٹ گئی تھی۔

ضیغم غصے میں پھر اسے لاؤنج میں دیکھنے تک نہیں آیا تھا۔آج ملازمت کا پہلا دن تھا۔تھکا ہارا وہ جیسے ہی بیڈ پر لیٹا کب نیند آئی خبر نہیں ہوئی۔ماہا نے کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھا جو سپاٹ چہرے کے ساتھ مگن انداز میں تیار ہو رہا تھا۔

ٹائی لگا کر وہ اب گیلے بالوں میں کنگھی کر رہا تھا جب آئینے میں سے نگاہ ماہا کے عکس پر پڑی جیسے ہی ضیغم نے دیکھا وہ فوراً کمبل کو چہرے تک تان کر لیٹ گئی۔

" یہ رعب کس کو دکھا رہا ہے۔ظلم اور زیادتی بھی خود کرے پھر نخرے بھی دکھائے۔ "

وہ دانت پیستے ہوئے دھیرے سے بڑبڑا رہی تھی۔ باہر کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں یقیناً نواب صاحب اب اپنا ناشتہ تیار کر رہے تھے۔

" اپنی نوکری کا اتنا غرور ہے اس کو اور میری مجبوری کہ میں اس کے گلے پڑ گئی۔ "

آنکھوں میں پھر سے موٹے موٹے آنسو چمکنے لگے۔ رضا اور صبا کی یاد شدت سے آنے لگی۔ دوسرا دن تھا ان کی آواز تک نہیں سنی تھی اس نے۔ یونہی روتے روتے کب آنکھ لگی خبر نہیں ہوئی۔

\-

مجھے بابا سے بات کرنی ہے۔ مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔ تم نے مجھے یہاں قید کر رکھا ہے۔ "
"

وہ آفس سے واپس آیا تو ماہا آج پھر سے اس پر جھپٹ پڑی۔ ضیغم نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے تھکی اور بیزار نگاہ اس پر ڈالی۔ وہ مسلسل بولے جا رہی تھی اور بہت اونچی آواز میں بول رہی تھی۔ ضیغم نے جھنجلا کر اس کی طرف دیکھا۔

" کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ یہ سب تم آہستہ آواز میں بھی کہہ سکتی ہو۔ "

نہیں نہیں کہہ سکتی ہوں۔مجھے پاکستان جانا ہے۔ابھی اور اسی وقت۔"وہ چیخ رہی تھی۔ "

میں خود بھی آج ہی سم لے کر آیا ہوں اس لئے چیخو مت۔میں ماموں سے بات کرواتا ہوں " تمھاری جو کہنا ہے کہہ دو۔میرے پاس ابھی تمہیں پاکستان بھیجنے کے پیسے نہیں ہیں۔ایسا کرنا " ماموں سے کہنا تمہیں واپس بلا لیں۔

جیب سے موبائل نکال کر نمبر ملاتے ہوئے ضیغم نے سپاٹ لہجے میں دوٹوک کہا اور فون اس کی طرف بڑھا دیا۔ماہا نے جھپٹ کر فون ہاتھ سے لیا اور کان سے لگاتے فوراً ایک طرف ہوئی۔

اس نے واقعی رو رو کر رضا اور صبا کو ان دودنوں کی تمام روداد سنائی جس میں ضیغم کی تمام شکایت شامل تھیں لیکن ان دونوں کے واپسی رد عمل سے اسے شدید دھچکا لگا۔ان دونوں نے بجائے اس کی باتوں پر یقین کرنے کے الٹا اسے ہی سمجھانا شروع کر دیا۔

ضیغم کی عزت کرو, ضیغم کے کھانے پینے کا دھیان رکھو, ضیغم کے کپڑے خود پریس کر کے دیا کرو۔کھانا پکایا کرو اور پتا نہیں کیا کیا وہ جو اپنے رونے رو رہی تھی جھنجلا کر فون بند کیا۔فون بند کرنے کے بعد غصے سے پلٹی تو وہ مسکراہٹ دباتا ہوا کچن میں کام کر رہا تھا۔

" تو کرلو پھر پیکینگ۔ "

وہ پیر پٹختی کمرے کی طرف جا رہی تھی جب پیچھے سے ضیغم کی آواز سنائی دی۔

تمہیں میں دیکھ لوں گی۔ یاد رکھو میں بھی ماہین رضا ہوں۔ بس ایک ہفتہ اور دیکھنا تم خود مجھے "
" پاکستان بھیجو گے۔

غصے سے پلٹ کر انگلی تانے وہ ضیغم کو کھلا چیلنج کر رہی تھی۔ ضیغم کا قہقہ چھوٹے سے فلیٹ میں گونج کر اس کے تن بدن کو آگ لگا گیا۔ روہانسی صورت بنائے پاؤں پٹختی کمرے میں گھس گئی۔

" کھانا کھا لو آ کر پھر کہو گی میں نے بھوکا مار دیا۔ "

وہ کمبل میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی جب ضیغم کی آواز سر کے بالکل اوپر سے آئی۔ وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ ضیغم نے ایک جھٹکے سے کمبل اس پر سے کھینچا۔

" اٹھو کھانا کھاؤ۔ "

" نہیں کھانا مجھے چلے جاؤ یہاں سے۔ "

" ٹھیک ہے۔ مت کھاؤ "

www.novelsclubb.com

ضیغم نے کندھے اچکائے اور لاپرواہی سے باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔ بھوک تو شدید لگ رہی تھی لیکن وہ انا کا کیا کرتی جو آڑے آ رہی تھی۔ شدید بھوک کو برداشت کرتی لیٹی رہی۔ کچھ دیر بعد ٹی وی چلنے کی آواز آنے لگی اور پھر ضیغم کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

ٹھیک ہے یہ سو جائے گا تو جا کر کھاؤں گی۔یہی سوچ کر سوتی بن گئی۔

کچھ دیر میں ہی ضیغم کے ساتھ لیٹنے کا احساس ہوا اور کچھ دیر بعد جب یقین ہو چلا کہ وہ سو گیا ہے وہ آہستگی سے اٹھی اور باہر نکل گئی۔

کچن کی لائٹ چلائی۔فریج کھولا تو سامنے ہی آملیٹ نظر آ گیا۔آملیٹ کی شکل سے صاف ظاہر تھا کہ یہ ضیغم نے بنایا ہے۔اوؤن میں روٹی بھی مل گئی۔بھوک سے جان نکل رہی تھی وہ تیزی سے شیلف پر کھڑی کھانے میں مصروف تھی جب اچانک لاؤنج کی بتی بھی جل کر سب روشن ہو گیا۔ماہا نے ایک جھٹکے سے چہرہ اوپر کیا ضیغم سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

لبوں پر شریر مسکراہٹ تھی۔اس کا دل چاہا سامنے رکھا فرائی پین اٹھا کر ضیغم کے چہرے پر دے مارے لیکن اب اپنا بھرم بھی قائم رکھنا تھا۔ایک جھٹکے سے چہرے پر آئی آوارہ لٹ کو پیچھے کیا۔

" ہاں تو ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔اب لگی تھی بھوک تو کھا رہی ہوں۔ "

بڑے اعتماد میں اس کی تمسخرانہ مسکراہٹ کا جواب دیا۔ضیغم نے لبوں کو استہزائیہ باہر نکال کر سر ہوا میں ایسے ہلایا جیسے کہہ رہا ہو سب سمجھتا ہوں اور پھر قدم کمرے کی طرف بڑھا دیے۔

صبح کی پھیلتی روشنی میں ضیغم نے کسلمندی سے آنکھیں کھولیں۔ایک دم عجیب نرم سے احساس نے گھیر لیا گردن موڑی تو دھک سے رہ گیا ماہا آج اس کے بہت قریب لیٹی ہوئی تھی۔

جس تکیے کو اس نے رات کو اپنے اور اس کے بیچ دیوار بنایا تھا اسی تکیے کو بانہوں میں دبوچ کر گہری نیند میں تھی۔گھنے بھورے بال گردن سے نیچے شانوں تک آبشار کی طرح بکھرے تھے۔

ضیغم نے شاید آج اس پر غور کیا تھا کہ اسکے بال معمول سے لمبے تھے۔کہاں ہر وقت بوائے کٹ میں رہتی تھی اور اب یہ کندھوں پر بکھرے بال اس پر جچ رہے تھے۔وہ اس وقت کھلتی صبح کا حسین منظر لگ رہی تھی۔بے ساختہ وہ اسکے بالوں کو اپنی انگلی کی پور سے چھونے لگا ایسے جیسے کوئی قیمتی چیز ہو جو چھونے سے خراب ہو جائے گئ۔

وہ گہری نیند میں تھی جب عجیب سا احساس ہوا اس کے بالوں کے ساتھ کوئی چھیڑ خانی کر رہا تھا۔ وہ احساس اتنا قریب تھا کہ وہ نیند سے جاگ گئ۔آنکھ کھلی تو ضیغم اس کے چہرے پر جھکا محبت سے اسے دیکھ رہا تھا اور اس کی انگلیاں اس کے بالوں میں تھی۔بھک سے ساری نیند اڑ گئی۔

ضیغم اس کے آنکھیں کھول دینے پر سٹپٹا گیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی وہ خجل اور نادم سا بیڈ سے اٹھا اور تیزی سے واش روم کی طرف چل دیا۔

وہ جو یونہی ساکن لیٹی تھی دماغ میں آتے خیال پر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور تیزی سے الماری کی طرف بڑھی۔

کچھ دیر بعد ضیغم ٹاول سے سر خشک کرتے ہوئے باہر نکلا تو سامنے کا منظر دیکھ کر دماغ گھوم گیا۔

ماہا آئینے کے سامنے کھڑی قینچی سے اپنے بال کاٹ رہی تھی اس کے کندھوں تک آتے خوبصورت گھنے بال اب زمین پر گر رہے تو اور وہ چہرے پر سکون اور فتح کی مسکان سجائے ضیغم کے عکس کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ ضیغم کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ اس کے کٹتے بال اس کو کتنی تکلیف دے رہے ہیں اور یہ تکلیف اس کے لئے سکون بخش تھی۔

اور وہ صرف سوچ کر ہی رہ گیا کہ وہ آگے بڑھے اور ایک تھپڑ اس کے گال پر رسید کر دے۔ ضبط سے آگے بڑھا اور الماری سے اپنے کپڑے نکال کر پھر سے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

سارے بال کٹ چکے تھے اور وہ اب پھر سے بوائے کٹ بالوں میں دانت نکالتے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ آج رات کو آتے ہوئے ضرورت کی ساری چیزیں لایا تھا۔لاک کھول کر اندر آیا تو وہ لاؤنج کے کاوچ پر براجمان ٹی وی دیکھ رہی تھی۔

اب پچھلے تین دن سے ایسے ہی چل رہا تھا۔وہ آفس سے واپس آتا تو وہ ٹی وی دیکھ رہی ہوتی یا پھر فون پر لگی ہوتی تھی۔اسے سم وہ دوسرے دن ہی دلا چکا تھا۔

ضیغم نے اس دن کے بعد بہت بار اسے اپنے ساتھ باہر بھی جانے کی پیش کش کی لیکن وہ تلخ لہجے میں انکار کر دیتی۔

" تمھارے ساتھ جانے سے اچھا ہے۔میں ایسے ہی اس ایک کمرے کے گندے سے فلیٹ میں گھٹ گھٹ کے مر جاؤں۔مجھے چابی دو فلیٹ کی میں خود باہر جانا چاہتی ہوں "

ہر دفعہ اس کی ایک ہی بات اور ایک ہی ضد ہوتی تھی جو ضیغم کسی صورت نہیں پوری کر سکتا تھا۔

" جیسی تمہاری مرضی لیکن میں تمہیں ابھی اکیلے باہر نہیں جانے دے سکتا اس لئے فیلٹ کی چابی ہرگز نہیں ملے گی۔ "

ضیغم کے آنے پر اس نے روز کے معمول کے مطابق ٹی وی کی آواز اونچی کر دی تھی۔ ضیغم نے بھی کوئی توجہ دیے بنا روز کی طرح اپنا کھانا کھایا اس کا حصہ اؤون میں رکھا اور کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔آج تھکاوٹ زیادہ ہو رہی تھی کیونکہ وہ آفس سے واپسی پر ہی شاپنگ کے لئے نکل گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر میں ہی وہ گہری نیند میں تھا۔کھٹ پٹ کی مسلسل آوز پر اس نے جھنجلا کر آنکھ کھولی۔ماہا بیڈ پر موجود نہیں تھی اور آواز باہر لاؤنج سے آ رہی تھی۔غور کرنے پر تو جیسے ضیغم کے اوسان خطا ہوئے۔یہ آواز باہر کا دروازہ کھلنے کی تھی۔

چونک کر اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا شک بالکل درست ثابت ہوا اس کی جیب میں باہر کے دروازے کی چابی موجود نہیں تھی۔

وہ چھلانگ لگا کر بیڈ سے اترا اور جیسے ہی لاؤنج میں پہنچا تو محترمہ مین لاک کھولنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ضیغم نے سر اوپر اٹھا کر گھڑی کی طرف دیکھا رات کے دو بج رہے تھے۔

اوہ خدا اگر میری آنکھ نا کھلتی تو یہ پاگل رات کے دو بجے باہر ہوتی۔"ضیغم کی کنپٹی کی رگیں تن گئیں۔جبڑے سختی سے بھینچے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا آگے بڑھا اور ایک زوردار جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف گھمایا۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا کر رہی ہو؟ کہاں جا رہی تھی؟ "

ضیغم کی گرج دار آواز اور جھٹکا وہ لڑکھڑا گئی۔اتنا رعب تھا آواز میں کہ ایک لمحے کے لئے تو وہ کانپ گئی لیکن اگلے ہی لمحے پوری ہمت سے اس کے آگے تن کر کھڑی ہو گئی۔

نہیں رہنا مجھے تمھارے ساتھ, مجھے نفرت ہے تم سے۔ میں کوئی بچی نہیں ہوں جو مجھے یوں "
" بند کر جاتے ہو۔

وہ چیخ رہی تھی رات کی خاموشی میں اس کی آواز باآسانی دور تک جا رہی ہو گی۔ ضیغم نے غصے سے دانت پیسے اور اسے بازو سے گھسیٹتا ہوا کمرے کی طرف بڑھا۔

" چھوڑو مجھے جنگلی کہیں کے "

وہ تو جیسے آج پاگل پن کی آخری حد کو چھو رہی تھی۔ ضیغم نے اس کے بازو کو گھما کر اسے کمرے میں کھڑا کیا۔ کمرے کے دروازے کو بند کیا اور پلٹا۔

"پتا ہے کیا؟ تمہیں ایکچولی عزت راس نہیں ہے۔ "

ضیغم نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا وہ سر جھٹک کر پھر سے دروازے کی طرف بڑھی۔ ضیغم نے اس کے بازؤ کو تھام لیا۔

www.novelsclubb.com

چھوڑو مجھے جانور ہو تم مجھے تمھارے ساتھ نہیں رہنا۔ میں پولیس سٹیشن جاؤں گی تمھارے "
" خلاف کمپلین کر دوں گی کہ تم نے قید کر رکھا ہے مجھے

وہ غصے میں بنا سوچے سمجھے جو منہ میں آ رہا تھا بولے جا رہی تھی۔

" دماغ درست رکھو اپنا۔ میں جتنا پیار سے ڈیل کر رہا ہوں تم اتنا سر چڑھ رہی ہو۔ "

" ہاں نہیں ہے میرا دماغ درست لیکن تم جانور ہو۔ "

غصے میں چلاتی وہ آپے سے باہر ہو چکی تھی اور اسی مزاحمت میں اس نے ضیغم کو ایک زور کا دھکا دیا۔ وہ جو اسے بیوقوفی کرنے سے روک رہا تھا اور اس کی بدتمیزی کو برداشت کر رہا تھا اس دھکے پر لڑکھڑا کر بیڈ سے ٹکرایا۔ نا جانے اس لمحے میں ایسا کیا تھا کہ وہ ضبط کے سارے بند توڑ گیا۔

ماہا کے اس دھکے نے اسے اپنے باپ کے زارا کو دئے ہوئے دھکے یاد دلا دیے تھے۔ ماہا اس کو دھکا دینے کے بعد لاپرواہی سے کمرے کا دروازہ کھول رہی تھی جب وہ ایک سکینڈ میں اس تک پہنچا اور سختی سے اس کا بازو دبوچ کر جھٹکا دیا۔

" کیا کہہ رہی تھی تم جانور ہوں میں ؟۔۔۔ہاں جانور ہوں میں۔ "

ضیغم کی غراہٹ، گرفت کی سختی اور آنکھوں کا غصہ وہ گڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔ ضیغم نے ایک ہی جست میں اسکے دونوں بازو موڑ کر پیچھے کرتے ہوئے کمر سے لگا کر ایسا زوردار جھٹکا دیا کہ وہ بے جان گڑیا کی طرح اس سے ٹکرا گئی۔

" ٹھیک ہے تمہیں آج میں بتا ہی دیتا ہوں کہ اصل جانور ہونا ہوتا کیا ہے۔ چلو بتاتا ہوں میں ۔۔۔ "

ضیغم اس کے کان کے پاس ایسے غرایا کہ پل بھر میں ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ضیغم کی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ ہل نہیں پا رہی تھی۔ ابھی وہ اس کی بات پر ہی غور کر رہی تھی جب ضیغم نے اسے ایک جھٹکے سے بیڈ کی طرف دھکا دیا۔

بیڈ پر ڈھیر ماہا نے اپنی طرف سے جھنجلا جوابی رد عمل کے طور پر غصے اس کی طرف دیکھا لیکن ضیغم کے تیور دیکھ کر کانپ گئی اور پھر اس کی اکڑ, انا اور غرور سب کچھ ضیغم کی طاقت کے سامنے زیر ہو گیا۔ نا تو اس کی چیخیں کام آئیں اور نہ اس کی کوئی مزاحمت وہ بہت مضبوط تھا۔

زور زور سے اپنے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہوا وہ تیز تیز سانس لے رہا تھا۔ جھنجلا کر واش بیسن پر زور سے ہاتھ مارا۔

" کیا اتنا ہی کمزور لمحہ تھا کہ میں بہک گیا۔ "

www.novelsclubb.com

آج پہلی دفعہ اسے خود پر اور اپنے کیئے پر شرمندگی ہو رہی تھی۔ خود پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا۔ ماہا کی اونچا اونچا رونے کی آوازیں وہ با آسانی واش روم میں سن سکتا تھا۔ غصے اترنے پر احساس ہوا کہ وہ کیا کر چکا ہے لیپ۔ آدھا گھنٹہ یونہی بے سبب واش روم میں گزارنے کے بعد وہ باہر نکلا تو ماہا بیڈ سے نیچے فرش پر بے حال بیٹھی تھی۔ جیسے ہی ضیغم پر نظر پڑی پاگلوں کی طرح اٹھ کر اس پر جھپٹی۔

وحشی درندے ہو تم, یہ ہے تمھارا اصل روپ, گندے ہو تم۔" وہ اسکے سینے پر زور زور سے " تھپڑ اور گھونسے مارتے ہوئے چیخ رہی تھی۔

" گھن آرہی ہے مجھے تم سے تم گناہ گار ہو "

وہ چلا رہی تھی ضیغم کے منہ پر تھپڑ مار رہی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ تھوڑی دیر پہلے جب وہ اس کے آگے ہر طرح سے بے بس تھی اس ہار کا بدلہ اس سے کیسے لے۔

ضیغم لب بھینچے کھڑا تھا۔کچھ دیر اسی طرح اس کے تھپڑ کھاتے ہوئے وہ اسکا پاگل پن برداشت کرتا رہا لیکن پھر ایک جھٹکے سے اسکے چہرے کو اپنی ہاتھ میں دبوچ کر اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا۔وہ جانتا تھا جو بھی کیا بہت غلط تھا لیکن وہ ماہا کے سامنے خود کو نادم ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

" چپ بالکل چپ آواز نہ آئے تمہاری سمجھی اور میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔ "

ضیغم کی بارعب آواز پر وہ دم سادھ گئی۔زبان جھٹ سے تالوے سے چپک گئی۔یہ وہ ضیغم نہیں تھا جسے وہ جانتی تھی۔غصے سے لال چہرہ,پیشانی پر شکن, خونخوار آنکھیں۔

میں تمہیں زبردستی اٹھا کر نہیں لایا, تم اپنی مرضی سے یہاں ہو۔میں نے جو کچھ بھی کیا وہ " کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ میرا حق تھا کیونکہ تم میرے نکاح میں ہو۔ "

www.novelsclubb.com

ضیغم نے ایک دم سے چہرہ چھوڑ کر اسے کمر سے پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا وہ پھر سے بے بس اس کی گرفت میں تھی۔

"اور اب میں یہ حق جب چاہوں تب تب لوں گا۔ تمہارے ساتھ میں جانور بن کر رہوں یہی حل ہے تمھارا۔"

اپنے لب اس کے کان کے قریب کئے وہ جو کچھ بھی کہہ رہا تھا ماہا کا خون خشک کرنے کے لئے کافی تھا۔ وہ مجسم ہو گئی۔ ضیغم نے اس کی کمر سے گرفت ختم کرنے کے بعد ایک جھٹکے سے اسے دور کیا۔ وہ سفید لٹھے کی مانند چہرہ لئے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اب کھڑی میری شکل کیا دیکھ رہی ہو۔ ہٹو میرے آگے سے۔"

وہ اتنی زور سے چلایا کہ ماہا کانپ کر بے ساختہ ایک طرف ہوئی۔ ضیغم بنا اس کی طرف دیکھے کمرے سے باہر نکلا اور پھر فلیٹ سے ہی باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ پتا نہیں کتنی دیر یونہی وہیں جم کر کھڑی رہی احساس تو تب ہوا جب ٹانگیں شل ہونے لگیں۔ جسم کے رویں رویں سے ٹیسیں ابھر رہی تھیں۔ آنسو گال بھگونے لگے۔ وہ کس کو اپنا یہ دکھ بتاتی کیا کہتی کوئی بھی اس کی بات پر یقین کرنے والا نہیں تھا سب اسے ہی ظالم سمجھتے تھے۔ ضیغم تو سب

کے لئے ایک فرشتہ تھا۔ ضیغم کے تیور اور اس کی آنکھوں کی وحشت اسے بری طرح خوفزدہ کر چکی تھی۔ کل تک جس ضیغم سے اسے نفرت تھی آج خوف بھی آنے لگا تھا۔

عشق ایسا ہو تو (ترمیم اور اضافہ شدہ)#

قسط6#

از مہر علی (ہما وقاص)#

گھٹنوں میں منہ دیے وہ کتنے گھنٹوں سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔

ماہین رضا تم سب کچھ ہار گئی۔ اپنا غرور، بھرم، سب کچھ پل بھر میں اس کی طاقت کے سامنے زیر ہو گیا اور تم کچھ نہیں کر سکی۔ بار بار ذہن میں وہی بے بس لمحے گزر رہے تھے اور ضیغم کے چبھتے الفاظ۔

www.novelsclubb.com

اور میں یہ حق اب جب جب چاہوں گا تب تب لوں گا۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی ایسا وہ صبح " سے کتنی بار کر چکی تھی لیکن آنسو تھے کے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

آنسو ہار کے تھے یہ تکلیف کے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ایسا لگ رہا تھا جیسے اس ظالم نے اس کے غرور اور اکڑ کے ساتھ ساتھ اسکی ہڈیاں بھی توڑ دی ہوں۔خود تو وہ اسی وقت کا باہر نکلا اب تک نہیں آیا تھا۔صبح سے شام ہونے کو تھی۔

وہ بار بار اپنی کلائیوں پر ضیغم کی انگلیوں کے نشان دیکھ رہی تھی اور ان پر نظر پڑتے ہی رونے کی رفتار بڑھ جاتی۔

کیفے کے باہر لگی کرسی پر بیٹھے پتہ نہیں اب تک وہ کتنی سگریٹ پھونک چکا تھا۔جب وہ گھر سے نکلا تھا تو رات کے تین بج رہے تھے اور اب اگلے دن کی شام ہو رہی تھی۔ماہا کو تو رعب سے باتیں سنا آیا تھا لیکن خود کو کوستے ہوئے صبح سے شام ہو گئی تھی۔

تو ضیغم حسن یہ تھا تمھارے اندر کا جانور,بس یہ تھی برداشت تمھاری مردانگی کی۔ایم بی اے کی ڈگری لئے یونیورسٹی کا ذہین طالب عالم۔کسی لڑکی کی طرف آنکھ تک نہ اٹھا کر دیکھنے والا آج اپنی نازک سی بیوی کی بدتمیزی کی اسے اتنی بری سزا دے آیا تھا۔

اس کا دماغ اب بہت سوچنے کے باعث شل ہو رہا تھا۔ اس وقت کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ حق کی بات تو بہت رعب سے کر آیا تھا جبکہ اچھے سے جانتا تھا حق بیوی سے زبردستی جاہل مرد لیتے ہیں۔

اس کا غصہ ہمیشہ سے ایسا ہی تھا فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے یہ غصہ چیزوں پر نکلتا تھا اور کل رات ماہا سامنے تھی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ پھیلتے اندھیرے کو دیکھ کر وہ بے دلی سے اٹھا۔ واپس تو جانا ہی تھا لیکن اپنے اندر کی توڑ پھوڑ وہ ماہا پر ہرگز ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

سامنے چلتے ٹی وی کی سکرین پر ساکن آنکھیں گاڑے وہ گم صم بیٹھی تھی جب دروازے کا لاک کھلنے کی آواز پر اسکا دل دھک سے رہ گیا۔

"اوہ وہ آگیا واپس۔۔۔" عجیب سا خوف تھا۔ جیسے ہی ضیغم لاؤنج میں داخل ہوا وہ جھٹکا کھا کر کاؤچ پر سے اُٹھی سہم کر اُس کی طرف دیکھا اور پوری رفتار سے بھاگتے ہوئے کمرے میں گھس کر لاک لگا لیا۔

ضیغم کو اس کے ایسے ردعمل کی بالکل توقع نہیں تھی۔ وہ حیرت سے کچھ دیر کمرے کے بند دروازے کو دیکھتا رہا پھر اچانک ذہن میں اپنے ہی کہے ہوئے الفاظ گونجے تو جیسے سب سمجھ آگیا۔

www.novelsclubb.com

"اور یہ میرا حق ہے میں جب چاہوں تب تب لوں گا۔۔۔۔۔ "

اوہ۔۔۔تو کیا وہ اس بات پر ڈر گئی ہے۔وہ تو یہ سوچ کر اور خود کو ذہنی طور پر تیار کرتے ہوئے گھر میں داخل ہوا تھا کہ اب وہ پھر سے اسے جھنجوڑے گی اسے مارے گی اپنی تذلیل کا بدلہ لے گی لیکن یہاں تو اس کا ردعمل بالکل برعکس تھا وہ تو بزدلوں کی طرح چھپ رہی تھی۔

بے اختیار اتنی پریشانی میں بھی اس کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ اُبھری۔تو محترمہ مقابلہ کرنے کے بجائے ہار مان چکی ہیں۔

مسکراتے ہوئے جینز کی جیب سے کمرے کے دروازے کی چابی نکالی اور آگے بڑھ کر دروازے کا لاک باہر سے کھول دیا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا وہ چونک گئی۔وہ بیڈ پر گٹھڑی بن کر بیٹھی تھی۔اپنے گرد بڑی سی چادر اوڑھ رکھی تھی, بال بے ترتیب تھے اور آنکھیں سوزش زدہ تھیں۔۔ہونٹ اور ناک بھی رو رو کر سرخ ہو رہے تھے۔وہ جو کمرے میں اس کی حالت سے محظوظ ہوتا ہوا داخل ہوا تھا اس کی ایسی بے حال حالت دیکھ کر اندر تک ہل گیا۔

بے ساختہ دل چاہا آگے بڑھے اور اسے سینے سے لگا لے۔اسکے سارے زخموں پر مرہم رکھ دے جو اسکی وجہ سے تھے۔اس کے آنسو پونچھے اپنے کئے کی معافی مانگے اور اس کے دل سے اپنا ڈر ختم کر دے۔

ماہا نے خوفزدہ انداز میں ایک نگاہ اس پر ڈالی اور جیسے ہی ضیغم نے ایک قدم کمرے میں رکھا وہ تیر کی طرح بیڈ سے اتر کر واش روم کی طرف بھاگی اور خود کو اندر بند کر لیا۔ ضیغم نے تاسف سے پیشانی پر ہاتھ مارا اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس سے اس قدر خوف کھانے لگے گی۔

بنا جوتے اتارے وہ بیڈ پر آڑا تر چھا ڈھے گیا۔کیسے سمجھاؤں اس کو اور کیسے یقین دلاؤں میں بہت شرمندہ ہوں اپنے کئے پر اور اب کبھی ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا وہ کیوں اتنا خوفزدہ ہو گئی ہے۔ اسی انتظار میں کہ وہ کب واش روم سے باہر نکلے اور وہ معافی مانگ کر اس کا خوف ختم کرے نا جانے کب اس کی آنکھ لگی اور وہ اسی حالت میں گہری نیند میں چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ واش روم کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے دبک کر بیٹھی تھی۔ واش روم میں اتنی گھٹن اور گرمی تھی کہ سانس لینا دشوار تھا۔ ایک گرمی کا موسم اور پھر فلیٹ کا چھوٹا سا واش روم وہ چند منٹوں میں ہی پسینے میں شرابور ہونے لگی۔

کل رات سے کچھ کھایا بھی نہیں تھا اور اب بھوک اور گھٹن کے باعث سر بری طرح چکرانے لگا۔ سمجھ سے باہر تھا کہ اب کیا کرے اگر باہر جاتی تھی تو باہر ضیغم تھا جو شیطان بن چکا تھا۔

جھرجھری لے کر اس نے چہرے پر سے پسینہ صاف کیا۔ کتنی بیوقوف تھی موبائل تک نہیں اٹھایا۔ وہ سو گیا ہو گا یا جاگ رہا ہو گا؟ باہر جا کر دیکھوں کیا؟

نہیں نہیں باہر گئی تو وہ پکڑ لے گا۔ خود اپنی ہی سوچ کی نفی کرتی وہ زور زور سے سر دائیں بائیں ہلانے لگی۔

جاہل کہیں کا جانور ہے پورا۔ میں کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں۔" وہ سسک اٹھی۔ "

www.novelsclubb.com

اور سب کیسے اسے فرشتہ صفت مانتے ہیں اگر کسی کو اس کے اس بھیانک روپ کے بارے میں " پتا چلے تو۔ "

" کیا کروں کس سے مدد مانگوں؟ "

وہ یونہی دیوار سے سر ٹکائے خود ساختہ سوال کر رہی تھی جب اچانک دل بری طرح متلانے لگا۔ تیزی سے اٹھ کر فلش سیٹ کی طرف جانے کی کوشش میں جیسے ہی اس نے گیلے فرش پر پاؤں رکھا, پاؤں بری طرح فرش پر پھسلا اور وہ لڑکھڑا کر گری۔ایک ہولناک چیخ تھی جو حلق سے برآمد ہوئی۔پاؤں سے شدید درد کی لہروں سے لگ رہا تھا پاؤں میں موچ آچکی ہے۔دل کا متلانا اور پاؤں کا درد وہ زیادہ دیر تک قے کو نہیں روک پائی اور وہیں فرش پر لیٹے لیٹے قے کرتے ہوئے اس نے اٹھنے کی بہت کوشش کی لیکن پاؤں کی تکلیف ہر سعی کو ناکام بنا رہی تھی۔

بیچارگی سے ڈھلتی آنکھوں کے ساتھ اپنا جائزہ لیا۔کپڑے ہاتھ سب کچھ قے سے بری طرح خراب ہو چکا تھا وہ یونہی خود کی حالت کو ناگواری سے دیکھ رہی تھی جب آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا اور پھر چند سیکنڈ میں ہی وہ حواس کھو کر فرش پر ڈھیر تھی۔

جب ضیغم کی آنکھ کھلی تو رات کے تین بج رہے تھے۔بوجھل آنکھوں کو کھولتے ہوئے جیسے ہی حواس بحال ہوئے تو پہلا خیال ماہا کا آیا۔اسے اپنے ساتھ بیڈ پر نہ دیکھ کر جھٹکا کھا کر اٹھ بیٹھا۔

" کیا وہ ابھی تک واش روم میں بند ہے؟ "

پینٹ کی جیب میں باہر کے دروازے کی چابی موجود تھی وہ ڈر ختم ہوتے ہی وہ تیزی سے واش روم کی طرف بڑھا۔واش روم کا دروازہ اندر سے بند تھا وہ واقعی ہے پچھلے اتنے گھنٹوں سے باتھ روم میں بند تھی۔

اوہ خدا پاگل لڑکی۔"ضیغم نے اپنا ماتھا پیٹ لیا اور تیزی سے دروازے پر دستک دی۔ "

" ماہا پاگل پن مت کرو۔باہر آؤ میں کچھ نہیں کہوں گا تمہیں۔ "

مسلسل دستک دیتے ہوئے وہ اسے یقین دہانی کروا رہا تھا کہ وہ اسے کچھ نہیں کہے گا۔لیکن دوسری طرف بالکل خاموشی پر اس کا ماتھا ٹھنکا۔تیزی سے اپنے کندھے کو زور زور سے دروازے پر مار اوہ پوری قوت سے ایسا کر رہا تھا اور پانچ سے چھے دفعہ ایسا کرنے پر وہ واش روم کا لاک توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔جیسے ہی دروازہ ٹوٹا وہ لڑکھڑاتا اندر داخل ہوا اور سامنے فرش پر بے سدھ لیٹی ماہا کو دیکھ کر پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

سرعت سے اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے گال تھپتھپائے۔

" ماہا۔۔۔ماہا۔۔۔اٹھو۔ "

اس کی نبض چیک کرتے ہی بوکھلا کر اس کو بانہوں میں اٹھالیا اسکی نبض کی رفتار بہت کم تھی۔

حواس باختہ وہ اسے اٹھا کر کمرے میں لا یا اور تیزی سے بیڈ پر رکھے موبائل کی طرف لپکا۔

\-----------------------------------

درد کی شدت سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔ پاؤں میں شدید تکلیف تھی۔ بمشکل بھاری ہوتے پپوٹے اٹھائے تو کچھ سکینڈز تو سب سمجھنے اور یاد کرنے میں لگے کہ وہ کہاں اور کیوں ہے۔

وہ کمرے میں موجود بیڈ پر لیٹی تھی۔ دائیں ہاتھ پر ڈرپ کی سوئی پیوست تھی۔ ضیغم بیڈ کے بالکل سامنے کاؤچ پر سر نیچے جھکائے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے مضطرب بیٹھا تھا۔

بیڈ کے کراؤن کے پاس اس کے سر پر ایک درمیانی عمر کا شخص کھڑا جو اسکی ڈرپ چیک کرنے میں مصروف تھا۔ وہ اپنے حلیے سے ڈاکٹر لگ رہا تھا۔ ماہا نے خشک لبوں کو بھینچا اور پیشانی پر شکن ڈالتے ہوئے ذہن پر زور دیا۔

کل رات رونما ہونے والا واش روم کا سارا منظر ذہن کے پردوں پر گھوم گیا۔ وہ یونہی شکن آلودہ پیشانی کے ساتھ چھت کو گھور رہی تھی جب ضیغم نے سر اوپر اٹھایا اور نگاہ اس پر پڑی۔ اسے ہوش میں دیکھ کر پریشان سے چہرے کے ساتھ سرعت سے کاؤچ پر سے اٹھا اور بیڈ کراؤن کو تھامے اس پر جھکا۔

" ماہا کیسی طبیعت ہے؟ "

وہ اس پر جھکا اس کا حال پوچھتا زہر لگ رہا تھا۔ دل کیا اسے گریبان سے تھامے اور جھنجوڑ کر رکھ دے۔ اس کے چہرے کو اپنے ناخنوں سے نوچ دے۔ ماہا نے فوراً بے رخی سے چہرے کا رخ موڑ کر آنکھیں موند لیں۔ وہ کچھ دیر یونہی جھکا رہا پھر سیدھا ہو کر ڈاکٹر سے مخاطب ہوا۔

" آپ فکر نہ کریں ڈرپ ختم ہونے پر میں اتار دوں گا۔ "

جی احتیاط سے اتار دیجیے گا اور اب ہوش آگیا ہے تو کچھ کھلانے کے بعد اسے میڈیسن دئیجیے گا۔ "
"

ڈاکٹر اب اپنا بیگ بند کرتا ہوا ضیغم کو ہدایات دے رہا تھا۔ اور کچھ دیر بعد وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

دونوں کے باہر جاتے ہی اس نے اپنا تفصیلی جائزہ لیا۔ وہ چت بیڈ پر لیٹی تھی۔ پاؤں پر پٹی کی ہوئی تھی اور اسے ایک عدد تکیے پر رکھا ہوا تھا۔ اے سی فل سپیڈ میں چل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اچانک اسکا ماتھا ٹھنکا, سرعت سے دوسرے ہاتھ سے خود پر سے کمبل اٹھایا, اسکے کپڑے تبدیل تھے وہ تے سے اٹے کپڑے, وہ گندے ہاتھ اور پاؤں وہ اس وقت صاف ستھرے لباس میں ملبوس تھی ہاتھ, پاؤں اور گردن سب صاف تھا۔ یہ کس نے تبدیل۔۔۔۔؟ کیا ضیغم نے؟

اف۔۔۔خفت سے چہرہ سرخ ہو گیا۔کیا اتنی بے بس تھی وہ۔آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے اس ایک ہی ہفتے میں اس شخص نے اسے اتنا رولایا تھا جتنا وہ پوری زندگی میں کبھی نہیں روئی تھی اور اب اللہ نے اتنالاچار کر دیا کہ وہ جس شخص سے دور بھاگتی تھی اس طرح اس کے رحم و کرم پر تھی

۔

"انہیں نروس بریک ڈاؤن ھوا تھا۔اس لئے ابھی بہت ویکنس ہے اور ایک دو دن تک رہے گی۔

"موچ کو ٹھیک ہونے میں ایک ہفتہ بھی لگ سکتا ہے۔

ڈاکٹر فلیٹ کے دروازے کے پاس کھڑا ضیغم کو اب اس کے چکر آنے اور بے ہوش ہو کر گر جانے کی وجہ بتا رہا تھا۔بہت مضبوط بننے والی ماہا اندر سے بے حد نازک تھی۔ ضیغم کو رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا۔اس کی پریشانی کی وجہ وہ خود تھا۔

" آپ ابھی کچھ دن تک انہیں صرف نرم غذا کھلائیں اور خیال رکھیں۔ "

" جی۔ "

دیکھیں ابھی ان کو اُٹھ کر بیٹھنے پر بھی چکر آئیں گے۔ادویات کا بھی اثر ہے جو کافی ہائی ڈوز ہیں "

" ۔اس لئے انہیں اکیلے مت چھوڑیے گا۔

" جی "

ضیغم خفت سے نگاہیں چراتے ہوئے جی جی کر رہا تھا۔ڈاکٹر کو رخصت کرنے کے بعد وہ کمرے میں واپس آیا تو ہاتھ میں ایک عدد گرم سوپ کا باؤل تھا۔ماہا اب پھر سے آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ آنکھوں کے کناروں سے بہتے آنسو دونوں اطراف سے اس کے گال بھگو رہے تھے جو ضیغم سے کسی صورت مخفی نہیں تھے۔ ضمیر کا تمانچہ ایک دفعہ پھر اس کے چہرے پر بہت زور سے پڑا تھا۔

" ماہا۔۔۔ "

دھیمے مگر خفت بھرے لہجے میں اسے پکارا۔وہ جاگ رہی تھی اسی لئے اس کی آواز پر پیشانی کے شکن فوراً گہرے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

" ماہا سوپ پیو اس کے بعد میڈیسن لینی ہیں۔ "

بہت آہستگی سے لیکن حد درجہ نرمی سے کہتا وہ اب بیڈ کے قریب اس کے سر پر کھڑا تھا لیکن جواب میں اس کی پیشانی کے شکن مزید گہرے ہو رہے تھے لیکن آنکھیں سختی سے بند تھیں۔

" چلو اٹھ کر بیٹھو شاباش۔ "

سوپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ اس پر جیسے ہی جھکا ماہا نے پٹ سے دونوں آنکھیں کھول دیں۔

بہت رونے کے باعث سوزش زدہ سرخ آنکھیں اور ان میں بے تحاشہ نفرت، سپاٹ چہرہ۔

" مجھے نہیں پینا سوپ "

" ضدمت کرو کچھ بھی نہیں کھایا ہوا اٹھو شاباش۔ "

" تو تمہیں کیوں اتنی فکر ہو رہی ہے۔ جب چاہوں گی کھا لوں گی محتاج نہیں ہوں میں کسی کی۔ "

" جب نہیں ابھی پینا ہے یہ سوپ کیونکہ کچھ کھائے بنا میڈسن نہیں لے سکتی تم۔ "

" نہیں مجھے میڈیسن بھی نہیں لینی پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو، یہاں سے چلے جاو۔ "

انتہائی سخت اور سپاٹ لہجے میں جواب دے کر چہرے کو بے رخی سے ایک طرف موڑ لیا۔ ضیغم نے گہری سانس لی اس کا یہ رویہ بجا تھا اور اسے اس پر غصہ بھی نہیں آ رہا تھا لیکن یہ نہ کھانے پینے کی ضد وہ خود پر ظلم کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" اٹھو سوپ ابھی ہی پینا ہے تمہیں چاہے اس کے لئے زبردستی کرنی پڑے مجھے۔ "

ضیغم نے اس کے کندھے کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے زبردستی اوپر کرنے کی کوشش کی۔

" چھوڑو مجھے کیا ہے بھئی۔ "

وہ جھنجلا کر سر کو دائیں بائیں مارتے ہوئے اس کے ہاتھ کو پیچھے کر رہی تھی جب اچانک ضیغم کی غصے سے بھری اونچی آواز پر لرز گئی۔

" شٹ اپ ایک تھپڑ پڑے گا۔ "

ضیغم کی بارعب جھڑک پر ایک پل میں ساری اکڑ بھک سے اڑ گئی۔ وہ اب جبڑے سختی سے بھینچے اسے کندھوں سے پکڑ کر اٹھا رہا تھا۔ ڈانٹ کا ایسا اثر ہوا کہ وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔ بیٹھتے ہی ایک بڑے سے چکر نے سب سمجھا دیا کہ اس کی ساری اکڑ بیکار تھی وہ ابھی اس حالت میں تھی کہ خود کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

ضیغم نے اس کے پیچھے تکیے کو درست کیا اور پھر باؤل کو تھام کر اس کے بالکل سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ وہ کسی بے بس بچے کی طرح روہانسی صورت بنائے بیٹھی تھی۔

ضیغم نے سوپ سے بھرا چمچ اس کے چہرے کے قریب کیا ایک دو سکینڈ چمچ کو گھورنے کے بعد آخر کار منھ کھول ہی لیا۔ وہ بڑی احتیاط اور پیار سے سوپ پلا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ماہا کو الجھن ہو رہی تھی ضیغم کی اس پر جمی نگاہیں اور اس کی قربت اس پر یہ مہربانی سب گڈ مڈ ہو رہا تھا۔

سوپ ختم ہونے کے بعد جیسے لاغر وجود کو تقویت ملی تھی۔ ضیغم اب اس کی میڈیسن چیک کر رہا تھا۔ پھر گلاس میں پانی انڈیل کر پاس بیٹھ گیا۔

" میں خود اٹھا کر کھا سکتی ہوں۔ "

اس سے پہلے کہ ضیغم میڈسن کو اٹھاتا سختی سے کہتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے میڈسن اٹھا کر منہ میں رکھی اور پھر ٹرے میں رکھا گلاس اٹھا کر منہ کو لگا لیا۔

عشق ایسا ہو تو (ترمیم اور اضافہ شدہ)#

قسط7#

از مہر علی (ہما وقاص)#

" چلو اب آرام کرو۔ "

ضیغم نے آہستگی سے اسے واپس بیڈ پر لیٹایا اور خود سائیڈ میز سے اپنا موبائل اٹھا کر کاؤچ پر بیٹھ گیا۔

وہ آفس سے چھٹی لے رہا تھا۔

"مرتضیٰ صاحب دراصل مسز کی طبیعت بہت ناساز ہے اور میرے علاوہ اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے یہاں کوئی موجود نہیں۔ میں اُسے اس حالت میں گھر اکیلے چھوڑ کر نہیں آسکتا ہوں۔"

ماہا نے آہستگی سے گردن کو خم دیا اور چور نگاہ اس پر ڈالی۔ وہ کاؤچ کے بازو پر کہنی ٹکائے, مضطرب لہجے میں فون کے دوسری طرف موجود نفس کو اپنی پریشانی بیان کر رہا تھا۔

ہنہ۔۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔۔یہ سب دکھاوا کس کے لئے کر رہا ہے؟ یہاں کون ہے جس کو یہ ہمدردی دکھا رہا ہے؟ شاید اس لئے یہ سب کر رہا ہے کہ میں کہیں ایسے ہی مر نہ جاؤں اور پھر اس کا سو کالڈ فرشتے پن کا بھانڈا پھوٹ جائے۔ ناگواری سے ایک زہر آلودہ نگاہ ضیغم پر ڈالی اور چہرے کا رُخ دوسری جانب موڑ کر آنکھیں موند لیں۔ دوا کا اثر تھا شاید کچھ دیر میں ہی وہ گہری نیند میں تھی۔

آنکھ تو ایک دم سے متلی کے احساس سے کھلی۔ ڈرپ ختم ہو چکی تھی اور ضیغم اس کی نیڈل بھی اتار چکا تھا۔ آنکھ کھلتے ہی متلی کا احساس اتنی شدت اختیار کر گیا کہ اس نے فوراً گھومتے سر کے ساتھ اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کو یوں اٹھتے دیکھ کر ضیغم جو سامنے کاؤچ پر بیٹھا موبائل دیکھ رہا تھا چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا ہوا ماہا؟"

وہ پریشان لہجے میں پوچھتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آیا۔

"قے آ رہی ہے۔ڈسٹ بن۔ن۔ن۔۔۔ "

بمشکل وہ اتنا ہی کہہ سکی تھی کہ اسی لمحے بے اختیار ہو کر دل اُچھلا اور ابکائی صورت چہرے کے زاویے بدلے وہ آگے ہوئی۔ ضیغم نے سرعت سے اس کے قریب ہو کر اسے سہارا دیا لیکن اس وقت تک وہ ضیغم کی شرٹ اور پینٹ کو قے سے بری طرح خراب کر چکی تھی۔ ضیغم نے بیڈ کے میز کے پاس رکھی ڈسٹ بن جلدی سے قریب کی۔

دل ہلکا ہونے کے بعد وہ سیدھی ہوئی نگاہ سامنے ضیغم پر پڑی خفت سے چہرہ زرد پڑ گیا ایک خجل نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی لیکن اس کی پیشانی پر کوئی بل نہیں تھا اور نا چہرے پر کسی قسم کی کوئی ناگواری ۔وہ ایک دم سے بھل بھل رونے لگی۔ کتنی بے بسی تھی۔وہ کیوں اس کے رحم و کرم پر تھی۔

" ماہا کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو پانی پیو شاباش۔ "

www.novelsclubb.com

وہ اپنے کپڑوں سے بے نیاز پریشان لہجے میں استفسار کرتا ہوا اسے پانی کا گلاس تھما رہا تھا۔

" مجھے پاکستان جانا ہے۔مجھے میرے بابا مما کے پاس جانا ہے۔ "

" اچھا۔۔اچھا چلی جانا فلحال پانی پیو۔ "

محبت بھرے نرم لہجے میں وہ اس کی کمر کو نرمی سے سہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ماہا نے ایک خفت بھری نگاہ اوپر اٹھائی اور اس کے ہاتھ سے گلاس تھام لیا۔

" اب کیسا فیل ہو رہا ہے ؟ "

ماہا نے نگاہیں چراتے ہوئے سر کو آہستگی سے اثبات میں ہلا دیا۔ اس کے لہجے کی فکر مندی اس کا یہ انداز اس صاف ظاہر تھا وہ کسی قسم کوئی دکھاوا نہیں کر رہا تھا وہ سچ میں اس کے لئے فکر مند تھا۔

" میں ٹاول گیلا کر کے لاتا ہوں ہاتھ منھ صاف کر لو۔ "

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ڈسٹ بن کو ساتھ لیتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ حیرت سے اس کی پشت کو گھور رہی تھی۔

آج اگر میں اس کی جگہ اور وہ میری جگہ پر ہوتا تو کیا میں یہ سب اس کے لئے کرتی ؟ خود ساختہ سوال تھا جس کے جواب میں بس وہ ساکن نگاہیں سامنے گاڑے بیٹھی تھی جہاں سے واپس وہ صاف ڈسٹ بن لے کر آرہا تھا۔ ڈسٹ بن کو بیڈ کے پاس رکھتا ہوا واش روم کی طرف گیا واپس لوٹا تو اپنے کپڑے تبدیل کر چکا تھا اور ہاتھ میں ایک عدد گیلا ٹاول تھا۔

سفید قمیض شلوار میں ملبوس وہ گیلے ٹاول کو کھولتا ہوا قریب بیٹھا اور پھر ٹاول ماہا کی طرف بڑھا دیا۔ ندامت کا عجیب سا بوجھ تھا جس کی وجہ سے وہ پلکیں نہیں اٹھا پا رہی تھی۔ پتا نہیں چند منٹ پہلے

www.novelsclubb.com

ہونے والے سانحہ میں ایسا کیا تھا کی وہ اس سے نفرت کرنے کے بجائے اس سے شرمندہ ہو رہی تھی۔

" ماہا۔ "

بہت ہی مدھم پکار تھی۔ وہ جو سر جھکائے اپنے ہاتھ اور کپڑوں پر پڑے چھینٹے صاف کرنے میں مصروف تھی چونک کر اوپر دیکھا۔ ضیغم گردن جھکائے نادم بیٹھا تھا۔

ماہا پرسوں رات جو کچھ بھی ہوا, میں اس پر بے حد شرمندہ ہوں۔ تمہاری اس حالت کا ذمہ دار " میں ہوں۔ "

ماہا کے ٹاول چلاتے ہاتھ وہیں رک گئے اور اب وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی۔

" مجھے اپنے غصے پر قابو کرنا چاہیے تھا۔ میں۔۔۔ "

ضیغم نے نگاہ اچانک اوپر اٹھائی تو وہ سپاٹ چہرے مگر آنسو بہاتی آنکھوں شکوہ بھری ساتھ ضیغم کو دیکھ رہی تھی۔ کتنے آرام سے وہ یہ کہہ رہا تھا کہ غصے پر قابو نہیں رہا اور شرمندہ ہے۔ اس کی وہ تکلیف, اذیت کیا سب کچھ اس کی شرمندگی مندمل کر سکتی تھی۔ کچھ لمحے پہلا والا احساس پھر سے نفرت میں بدلنے لگا تھا۔

" ماہا مت روؤ پلیز ریئلی سوری۔ "

دلگیر لہجے میں کہتے ہوئے وہ بے ساختہ اس کے گال پر ہاتھ رکھ چکا تھا۔ماہا نے سٹپٹا کر چہرے کا رخ اس طرح موڑا کہ اس نے آہستگی سے ہاتھ کو گال پر سے اٹھا کر پیچھے کر لیا۔

" مجھے سونا ہے۔ "

روکھے لہجے میں ایسے کہا جیسے کہنا چاہ رہی ہو اب یہاں سے اٹھ جاؤ مجھے سونا ہے۔ ضیغم نے ٹاول اٹھایا اور خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں نیم تاریکی تھی۔باہر لاؤنج کی لائٹ روشن تھی جس کی وجہ سے پورے کمرے میں ملگجی روشنی پھیلی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے آج بیڈ پر اسی طرح لیٹے تین دن گزر چکے تھے لیکن یہ تین دن ایسے ہی نہیں گزرے تھے بلکہ اپنے ساتھ بہت سے احساسات سے روشناس کرواتے ہوئے گزرے تھے۔اس کے پتھر دل میں دراڑیں ڈالتے ہوئے احساسات۔ایسے احساسات جن میں وہ الجھ کر رہ گئی تھی۔

اس کی تمام بے رخی, بے اعتنائی اور روکھے پن کے باوجود ضیغم نے اس کا ہر طرح سے خیال رکھا تھا۔

اس وقت بھی وہ رات کے اس پہر کاؤچ کی پشت سے سر ٹکائے سو رہا تھا۔ تین دن سے رات دن وہ ایک پل کے لئے بھی لیٹا نہیں تھا۔ وہ اس کے ضبط پر کبھی حیران اور کبھی متاثر ہوتی تھی۔ عجیب انسان تھا وہ اس کے ہر بار ہاتھ جھٹک دینے کے باوجود اتنے نخروں کے باوجود اس کی پیشانی پر ناگواری یا تھکاوٹ کا ایک شکن نہیں آتا تھا۔

وہ اکیلے چل نہیں سکتی تھی اور وہ اسے سہارا دے کر واش روم لے کر جاتا تھا, تین وقت کھانا کھلاتا تھا, اس کی لاکھ ضد کے باوجود بچوں کی طرح اس کی منتیں کر کے دوا کھلاتا تھا۔

وہ جو سمجھتی تھی کہ اس حالت میں وہ اپنے دشمن کے رحم و کرم پر آ گئی ہے اور وہ پتا نہیں کیسے کیسے گن گن کر بدلے لے گا لیکن یہاں تو سب الٹا حساب تھا۔ وہ تو اس کا یوں خیال کرتا تھا جیسے وہ اس کا سب کچھ ہے۔ ماہا کو ایک لمحے کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہوا کہ اسے اس حالت میں پاکستان ہونا چاہیے تھا۔

www.novelsclubb.com

اس سب عنایتوں کے باوجود وہ اپنے دل میں اس کے لئے پیدا ہونے والی یہ نرمی اس پر ظاہر نہیں کرتی تھی۔اس وقت بھی دل یہ چاہ رہا تھا کہ اسے آواز دے اور کہے کہ اٹھ کر بیڈ پر لیٹ جائے لیکن پتا نہیں کیوں انا تھی یا کچھ اور جو آڑے آجاتی تھی اور وہ چپ ہو جاتی تھی۔

یونہی ضیغم کو ٹکٹی باندھے دیکھتے ہوئے پتا نہیں کتنی دیر گزر گئی جب وہ ہلکا سا کسمسا یا تو ماہا نے گھبرا کر آنکھیں موند لیں۔

☆☆☆☆☆☆

ضیغم آج پورے ایک ہفتے بعد آفس جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔ پچھلے دنوں کی نسبت وہ آج نکھرا نکھرا الگ رہا تھا۔اور ہلکی گرے پینٹ کے اوپر سفید شرٹ میں ملبوس تھا اور شیو بنا رکھی تھی۔

ماہا کی طبیعت اب بہت بہتر ہو چکی تھی۔پاؤں کی موچ بھی کافی حد تک ٹھیک تھی کہ وہ خود آہستہ آہستہ چلنے لگی تھی۔ ضیغم نے کنگھی کرتے ہوئے آئینے میں اس کے عکس کو دیکھا تو سنجیدگی سے پلٹا
۔

"بیڈ سے زیادہ مت اٹھنا, ناشتہ بنا ہوا ہے وہ میں تمہیں دے جاتا ہوں میں جلد واپس آجاؤں گا "

" ۔مکمل ریسٹ کرنا۔

وہ اسے یوں ہدایات کر رہا تھا جیسے وہ کوئی ننھی بچی ہو۔ ماہا نے آہستگی سے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ ضیغم نے کچھ دیر خاموشی سے اس کی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ اسی طرح اس کی ہر بات کا جواب ہوں، ہاں یا سر ہلانے میں دیتی تھی۔

جہاں ماہا اب اس سے لڑنا جھگڑنا بند کر چکی تھی وہاں اسے بھی یہ ایک ہفتہ اچھی طرح یہ سمجھا گیا تھا کہ وہ اس سے صرف ہمدردی نہیں کرتا ہے وہ اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ اتنی محبت کہ شاید وہ خود بھی اس پر حیران تھا۔ وہ اسے دل جان سے عزیز تھی۔ اس کی آنکھ سے نکلتا آنسو اسے تکلیف دیتا تھا۔ وہ جب بھی درد سے کراہتی تو اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ اسے خود میں سمیٹ لے۔

تو ضیغم حسن تم اس سے بہت محبت کرتے ہو اور یہ محبت اب سے نہیں بچپن سے ہے۔ سب " " کچھ جاننے کے باوجود کہ وہ کتنی نفرت کرتی ہے تم سے تم اپنی محبت کو ختم نہیں کر سکے۔

دل دماغ سے سر گوشی کر رہا تھا۔ اس نے آہستگی سے فلیٹ کے دروازے کا لاک کھولا۔ پتا نہیں کیوں اسے اکیلے چھوڑ کر جانے میں دل بیٹھ رہا تھا۔ ایک دو سیکنڈ کے لیے وہیں کھڑے رہنے کے بعد گہری سانس لے کر دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆

ٹی وی سکرین پر منظر ناچ رہا تھا اور سامنے کاؤچ پر وہ گم صم بیٹھی تھی۔ آج اسے اس فلیٹ میں اور دبئی میں ضیغم کے ساتھ پورا ایک ماہ بیت چکا تھا لیکن اس ایک ماہ میں بہت سی تبدیلیاں آ گئی تھیں۔

وہ ضیغم کے ساتھ بد تمیزی نہیں کرتی تھی لیکن بات بھی نہیں کرتی تھی۔ ایک فلیٹ اور ایک بیڈ پر دو لوگ اجنبیوں کی طرح رہنے لگے تھے۔

وہ ضیغم کو بلاتی نہیں تھی تو وہ بھی اس سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ بہت گہری اور طویل خاموشی تھی۔ وہ اب فلیٹ کی ایک اضافی چابی اس کے لئے چھوڑ کر جاتا تھا لیکن اس کا کہیں جانے کو دل نہیں کرتا تھا اور کچھ دن سے عجیب بوجھل پن کا احساس تھا کچھ بھی کھانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔

صبح کا ناشتہ اور رات کا کھانا ضیغم کی ہی ذمہ داری تھی۔ وہ نہ صرف خود ناشتہ کر کے جاتا تھا بلکہ اس کو بھی ناشتہ بنا جاتا تھا۔ دوپہر کو وہ خود کچھ نہ کچھ بنا کر کھا لیتی تھی۔

پتا نہیں کیوں لیکن کچھ دن سے طبیعت کا بوجھل پن بڑھنے لگا تھا۔ کچھ زیادہ کھا لیتی تو دل متلانے لگتا وہ زیادہ کھانا چھوڑ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

دروازے کا لاک کھولنے کی آواز پر وہ ایکدم سے چونکی۔ یہ ضیغم کے آنے کا وقت تو نہیں تھا ابھی تو دوپہر کے چار بجے تھے تو پھر اس وقت کون تھا۔

دروازہ کھلا اور ضیغم پریشان سی صورت بنائے اندر داخل ہوا اس کے چہرے کی زرد رنگت اور پیشانی پر شکن وہ بے حد پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

" سنو ماہا پیکنگ کر لو ہمیں کچھ دیر میں پاکستان کے لئے نکلنا ہے۔ "

وہ جو ابھی اس کے چہرے کے تاثرات میں ہی الجھی ہوئی تھی اس کی بات پر اور الجھ کر اس کی طرف دیکھا۔

" کیوں کیا ہوا؟ تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ "

" کچھ نہیں بس ویسے ہی آفس سے کچھ چھٹیاں ملی ہیں تو سوچا تمہیں پاکستان لے جاؤں۔

وہ اس سے نظریں چرا کر بات کر رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتی ضیغم نے اس کی بات کاٹ دی۔

" تم جلدی کرو پیکنگ کر لو میں کچھ دیر میں ضروری سامان لے کر واپس آ رہا ہوں۔ "

ضیغم نے بمشکل اپنی بات مکمل کی اور جس تیزی سے فلیٹ میں داخل ہوا تھا اسی طرح واپس نکل کر دروازہ بند کر دیا اور آنکھیں موند کر دروازے سے ٹیک لگائی۔ وہ ضبط سے لب بھینچے کھڑا تھا جب بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

وہ آفس میں تھا جب اسے اسد کی کال آئی۔اچانک رضاماموں کی وفات کی خبر نے اسے دم بخود کر دیا۔انہیں دوسرا اٹیک آیا جس میں وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اسد نے ماہین کو خبر دینے کی ذمہ داری اس کے سپرد کر دی تھی لیکن وہ کیسے ماہین کو یہ خبر دیتا وہ تو خود ابھی مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوئی تھی کمزور سی دکھنے لگی تھی۔ڈاکٹر نے اسے کسی بھی طرح کا سٹریس دینے سے منع کیا تھا۔

ایک دل دہلا دینے والا دھماکہ تھا جو پاکستان پہنچتے ہی اس کا منتظر تھا۔وہ کسی مجسم کی طرح کھڑی تھی۔کفن میں لپٹا وجود اس کے جان سے پیارے بابا کا تھا۔

صبا اور زارا اس کے گلے لگیں بلک بلک کر رو رہی تھیں جبکہ وہ پتھرائی آنکھوں کے ساتھ بے یقینی سے سامنے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہر گزرتے سکینڈ کے ساتھ اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ دھڑم سے فرش پر گری تھی۔

" ماہا۔۔۔ماہا۔۔۔ ضیغم دیکھو ماہا کو۔ "

ایکدم سے چیخ و پکار اٹھی۔ وہ زرد چہرہ لئے فرش پر پڑی تھی۔ ضیغم جو کچھ دور احمر کے ساتھ کھڑا تھا بوکھلا کر بھاگتا ہوا قریب آیا۔ تیر کی سی تیزی سے اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر باہر کی طرف بھاگا۔

" ڈاکٹر۔۔۔ "

ہسپتال کے ایمر جنسی وارڈ سے باہر نکلتی ڈاکٹر کو دیکھ کر ضیغم پریشان لہجے میں اسے مخاطب کرتا ہوا آگے بڑھا۔ ماہا کے ساتھ اس وقت وہ اکیلا ہسپتال میں تھا۔

" آپکی وائف ہیں؟ "

" جی "

سوری سر آپ کی وائف کا مسکیرج ہوا ہے۔ شی واز اکسپکٹنگ۔ بہت ارلی پریگیننسی تھی۔ "
" سٹریس اور ویکنیس کی وجہ سے سروایو نہیں کر پائی ی۔

ڈاکٹر اسے ماہا کی حالت اور مسکیرج کے بارے میں آگاہ کر رہی تھی اور وہ تھا کہ یوں کھڑا تھا جیسے سارے جسم کا خون خشک ہو گیا ہو۔ زرد چہرہ اور ندامت کے بوجھ تلے ڈھلکتی آنکھیں لئے۔

www.novelsclubb.com

ایک عجیب بوجھ نے دل کو شدت غم سے بھاری کر دیا تھا۔شاید اللہ پاک نہ اسے اس رات غصہ نہ ضبط کرنے کی سزا کے طور پر یہ سب دکھا دیا تھا جس نے اس وقت اس کی روح کو جھنجوڑ دیا تھا۔

" اُنہیں بے ہوشی کی دوا دی گئی تھی اس لئے ابھی ہوش آنے میں وقت لگے گا۔ "

" ڈاکٹر کیا آپ میری کچھ مدد کر سکتی ہیں؟ "

وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں گویا ہوا تو ڈاکٹر رُک کر سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

" جی بولیے کیسی مدد؟ "

ضیغم نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور گہری سانس لیتے ہوئے آہستگی سے گویا ہوا۔

ڈاکٹر آج میری وائف کے فادر کی ڈیتھ ہوئی ہے۔وہ پہلے سے ہی بہت بڑے غم سے دوچار ہے " ۔اس پریگننسی کے بارے اُسے کچھ علم نہیں تھا۔کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسے مسکیرج کے بارے میں پتا نہ چلے؟ مطلب اسے یہ نہ بتایا جائے کہ وہ پریگیننٹ تھی اور اب نہیں رہی۔ "

ضیغم مضطرب لہجے میں جیسے التجا کر رہا تھا اور ڈاکٹر حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ پھر سے ماہا کو اس رات اور اپنی غلطی کی اذیت سے دوچار نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ ایک ماہ سے اپنے اور اس کے بیچ سے اس رات کی یاد کو مٹانے کی کوششوں میں تھا اور اب مسکیرج کی خبر ماہا کے زخم تازہ کر سکتی تھی۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماہا پھر سے اس سے نفرت کرنے لگے۔

دیکھیں مجھے اپنی بیوی کی ذہنی حالت کے بارے میں پتا ہے۔ وہ اپنے فادر سے بے حد محبت کرتی "

" ہے اور اس حالت میں اگر اسے۔۔۔

" میں سمجھ سکتی ہوں سر، ڈونٹ وری انہیں کچھ پتا نہیں چلے گا۔ "

ڈاکٹر نے گہری سانس لیتے ہوئے بات کاٹ دی اور مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ تسلی دی۔ ضیغم نے لب بھینچ کر تشکر آمیز انداز میں سر ہلایا۔ ڈاکٹر مسکرائی اور ہسپتال کی راہداری میں قدم آگے بڑھا دیے۔ جبکہ وہ اب سر جھکائے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

ایک دن مکمل نیم بے ہوشی میں گزارنے کے بعد اسے اگلے دن دوپہر کو ہوش آیا تھا۔ بوجھل آنکھیں کھول کر وہ خالی الذہن چھت کو گھور رہی تھی جب ضیغم کچھ دوری پر رکھے صوفے پر سے اُٹھ کر اس کے قریب آیا۔

" بابا۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

حواس بحال ہوتے ہی پہلا لفظ جو اس کی زبان سے ادا ہوا ضیغم کے دل پر ایک ضرب کی مانند تھا۔

وہ اپنے بابا کے آخری وقت میں بھی صرف اس کی وجہ سے ان کے پاس نہیں تھی۔نہ وہ پریگیننٹ ہوتی اور نہ یوں بے ہوش ہوتی۔

" مجھے میرے بابا کے پاس جانا ہے۔ "

وہ ایک دم سے تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھنے کے لئے ہتھیلیوں کے بل اوپر اٹھی تو ضیغم نے سرعت سے اسے دونوں کندھوں سے تھام لیا۔

" ماہا پلیز لیٹی رہو۔مت اٹھو ابھی۔تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ "

نہیں مجھے میرے بابا کے پاس جانا ہے۔انہیں روکنا ہے۔وہ یوں مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے ہیں " ۔وہ کیوں خاموش لیٹے تھے۔ "

" ماہا۔ماہا۔۔پلیز ہوش میں آؤ۔وہ چلے گئے ہیں بہت دور۔ "

www.novelsclubb.com

ضیغم نے نادم سی نگاہیں چرائیں تو وہ حیرت سے پوری آنکھیں کھولے ساکن ہوئی۔

" تم پورے ایک دن سے بے ہوش ہو۔ماموں کی تدفین ہو چکی ہے۔ "

ضیغم اپنی بات مکمل کئے اب مجرموں کی طرح اس کی طرف دیکھ رہا تھا جو کسی لاش کی طرح بیٹھی تھی۔

پوری کھلی بے رونق آنکھیں غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں۔ چہرے کی پژمردگی غم کی تکلیف کی غمازی تھی۔

بے ساختہ ضیغم نے اسے خود سے لگایا تو وہ اس کی کمر کے گرد بانہوں کا حصار باندھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ اس کی مانگ پر لب رکھے خود بھی بے آواز رو رہا تھا۔ وہ بھی رضا سے کم محبت نہیں کرتا تھا۔ کچھ دن پہلے ان کی کی ہوئی نصیحت اس کانوں میں گونج رہی تھی اور ماہا کے گرد اس گرفت اور مضبوط ہو رہی تھی۔

ضیغم بیٹا میری ماہا بہت نا سمجھ ہے۔ میں جانتا ہوں وہ تمہیں بہت تنگ کرتی ہو گی لیکن میری بیٹی " دل کی بری نہیں ہے۔ میں نے اسے بہت لاڈ سے پالا ہے اور مجھے تم پر مکمل بھروسہ ہے کہ تم بھی " اپنی محبت سے اس کا دل جیت لو گے۔

www.novelsclubb.com

وہ اس کے گرد بانہیں ڈالے, سینے سے نیچے پیٹ کے ساتھ گال چپکائے سسک رہی تھی۔ ضیغم اس کے سر پر آہستگی سے ہاتھ پھیر رہا تھا جبکہ آنکھ کے آنسو اس کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے

۔

چند لمحے یونہی گزرنے کے بعد ماہا کا سسکنے کی وجہ سے ہچکولے کھاتا وجود ساکن ہوا۔ وہ شاید اب حواس میں تھی اور اس کیفیت سے باہر آچکی تھی جس میں بہہ کر اس نے ضیغم کے گرد بانہیں حائل کر دی تھیں۔

عجیب شفقت بھرا احساس تھا۔ وہ اس کا بچپن کا دشمن تھا جس کی آغوش میں منہ چھپائے وہ رو رہی تھی۔

غم کے درد سے پناہ لینے کے لئے اس سے لپٹ گئی تھی۔ ضیغم کا لمس بار بار اپنے سر پر محسوس ہوتا اسے عجیب طمانت بخش رہا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے تپتے وجود پر کوئی ٹھنڈی پھوار برسا رہا ہو۔ کیوں دل یہ عجیب سی خواہش کر رہا تھا کہ وہ یونہی اسے اپنے ساتھ لگائے رکھے اگر وہ دور ہوا تو غم کی سوئیاں پھر سے اس کے دل میں پیوست ہو جائیں گی۔

دونوں اسی حالت میں مجسم اپنے اپنے خیالوں میں غرق تھے جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی ۔ڈاکٹر راؤنڈ پر تھی۔ ضیغم آہستگی سے اس سے الگ ہوا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دو دن کے بعد وہ ہسپتال سے گھر آچکی تھی۔ڈاکٹر نے اسے ریلکیس رکھنے کے لئے ایسی میڈیسن دی تھی جس کے زیر اثر وہ زیادہ دیر سوئی رہتی تھی۔جب بھی جاگتی تو زیادہ وقت رونے میں گزار دیتی تھی۔

سب گھر والے اپنی اپنی جگہ غم میں ڈوبے ہوئے تھے۔زارا اور احمر کی بیوی نائمہ نے سارا گھر سنبھالا ہوا تھا۔صبا الگ کمرے میں بند رہتی تھیں۔

ضیغم جان بوجھ کر ماہا کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ جب بھی اسے دیکھتا تھا تو ایک عجیب خلش اور ندامت اسے پریشان کرنے لگتی تھی۔

وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اب ماہا کو اپنے ساتھ دبئی نہیں لے کر جائے گا وہ اس کے ساتھ خوش نہیں تھی اور نہ محبت کرتی تھی اس لئے وہ اسے مزید تکلیف میں رکھ کر کھونا نہیں چاہتا تھا۔

اسی لئے چھٹی ختم ہونے پر وہ اکیلے جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔روانگی سے کچھ دیر پہلے وہ اس کے کمرے میں آیا تو وہ گہری نیند میں تھی۔چند لمحے یونہی اسے دیکھتے رہنے کے بعد وہ خاموشی سے وہاں سے نکل آیا اور پھر اسے پاکستان چھوڑ کر اکیلا دبئی چلا گیا۔

----

www.novelsclubb.com

شام بہت بوجھل تھی۔رضا کو اس دنیا سے رخصت ہوئے دو ہفتے اور ضیغم کو دبئی روانہ ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔وہ نہ تو کمرے سے باہر نکلی تھی اور نہ ہی ضیغم کی واپسی کی خبر ہوئی تھی۔

اُس کی آنکھ کھلی تو دل آج اتنے دن بعد کمرے سے باہر جانے کو چاہا۔بہت دیر بستر پر یونہی بے سبب کروٹیں بدلتے رہنے کے بعد وہ آخر کار کمرے سے باہر نکل آئی۔

گھر کی ہر جگہ, ہر کونے سے رضا کی یادیں جڑی تھیں۔ان کی بازگشت, پکار, قہقے اور ڈانٹ جگہ جگہ سے گونج رہی تھی۔اس کے آنسو خشک ہو چکے تھے وہ یونہی ننگے پاؤں ساکن, خشک آنکھیں لئے سیدھی صبا اور رضا کے کمرے میں داخل ہوئی۔

صبا کچھ دیر پہلے ہی نماز سے فارغ ہوئی ی تھیں اور اب بیڈ پر بیٹھی تسبیح کر رہی تھیں اسے دیکھتے ہی مبہم سی مسکان سجائے بانہیں پھیلا دیں۔

وہ بوجھل قدم اُٹھاتی بیڈ تک آئی اور پھر ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گ ئی ی۔صبا نے جھک کر اس کی پیشانی پر بوسہ لیا اور شفقت سے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔دونوں کے درمیان خاموشی کو صبا کی آواز نے توڑا۔

" ماہا تمہیں ضیغم کے ساتھ چلے جانا چاہیے تھا۔ "

ماہا نے چونک کر چہرہ سیدھا کیا۔

www.novelsclubb.com

" کیا مطلب مما؟ ضیغم کہاں ہے؟ "

اس کے حیرت سے کئے گئے سوال پر کچھ لمحے تو صبا نے بھی اسے حیرانگی سے دیکھا پھر سب سمجھ آنے پر گہری سانس لیتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

" وہ پرسوں دبئی واپس چلا گیا ہے۔ "

پتا نہیں کیوں لیکن صبا کے جواب پر اس کے دل کو عجیب اداسی کا احساس ہوا۔وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی۔ویسے تو ان دو ہفتوں میں اس نے ضیغم کی ایک جھلک تک نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی دل نے ایسی خواہش کی تھی لیکن اب اس کے یوں چپ چاپ چلے جانے کی خبر پر ایک پھانس تھی جو دل میں گھٹن بڑھا رہی تھی۔

ہوں۔۔۔تو اس نے ہار مان لی اور مجھے یہاں چھوڑ گیا۔ذہن دل کی کیفیت کو سرزنش کرتا ہوا جیسے خود کو تسلی دے رہا تھا۔لیکن اداسی کا یہ احساس جو اسے اب گھیر رہا تھا سمجھ سے باہر تھا۔

www.novelsclubb.com

احمر نے تو اسے بہت سمجھایا کہ چھوڑ دے دبئی کی جاب اور یہاں اب اسد اور اشعر کے ساتھ " بزنس کو سنبھالے "

زارا گہری سانس لیتے ہوئے اسے اب باقی تفصیلات سے آگاہ کر رہی تھیں۔

لیکن ضیغم بہت خود دار بچہ ہے اور کچھ تمھارے طعنوں نے اسے ایسا کر دیا ہے کہ وہ کسی بھی " صورت اپنے ماموں کے ساتھ بزنس نہیں سنبھالنا چاہتا۔ماما تم بہت غلط کرتی رہی ہو۔ "

صبا کے خفگی بھرے جملے پر اس نے خفت سے ان کی طرف دیکھا۔وہ پیشانی پر بل ڈالے خفگی سے گھور رہی تھیں۔

" مما میں۔ "

چپ رہو تم۔تم ہمیشہ سے اسے دھتکاری آئی ہو اور وہ تم سے اتنی محبت کرتا ہے۔مجھے پتا ہے " اب بھی تمہیں دبئی صرف تمھاری حرکتوں کی وجہ سے نہیں لے کر گیا۔پتا نہیں اسے کتنا تنگ کرتی ہو گی وہاں۔ "

وہ اب مکمل خاموش تھی کہنے کو کچھ تھا بھی نہیں۔پہلی دفعہ دل اپنی غلطی مان رہا تھا۔صبا بالکل ٹھیک کہہ رہی تھیں اس نے ہمیشہ ضیغم کو تنگ کیا,بد تمیزی کی۔ہر وہ کام کیا جس سے اس کو تکلیف ہو,اسے اذیت کا احساس ہو۔صبا کے گھٹنے پر چہرہ رکھے وہ خود کا ہی احتساب کر رہی تھی۔

" بابا۔۔۔بابا۔۔۔رکیں کہاں جا رہے ہیں آپ؟ "

رضا اس سے پیٹھ موڑے سنسان سڑک پر چلتے جا رہے تھے اور وہ ان کے پیچھے چیخ چیخ کر پکارتی ہوئی ی تقریباً بھاگ رہی تھی۔ پھولی سانسوں کے ساتھ بار بار ان کو رُکنے کا کہتی ہوئی وہ بے حال تھی لیکن رضا اسکی بات ان سنی کرتے بس سیدھ میں پیٹھ موڑے سڑک پر چل رہے تھے۔

یونہی ان کے پیچھے بھاگتی ہوئی وہ یکایک ٹھٹک کر رکی رضا کے سامنے سڑک پر ضیغم ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے رضا نے آگے بڑھ کر ضیغم کو گلے لگا لیا۔

وہ کچھ دیر یونہی بے حس و حرکت کھڑی رہی پھر تیزی سے آگے بڑھی اور ضیغم کو کھینچ کر رضا سے الگ کیا اور خود ان کے سینے سے لگ گئی۔

بابا آپ کہاں چلے گئے تھے؟ پلیز گھر واپس آ جائیں۔ پلیز آ جائیں۔ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی ہوں۔"

وہ رضا کے گلے لگی متواتر بول رہی تھی جب اچانک اسے احساس ہوا کہ وہ بالکل خاموش ہیں۔ چونک کر چہرہ اوپر اٹھایا اور حیرت سے آنکھیں پوری کھل گئیں۔ وہ رضا نہیں تھے وہ تو ضیغم تھا اور وہ تب سے ضیغم کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک دم پیچھے ہوئی اور تڑپ کر ارد گرد دیکھا۔اسکا دل پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا۔وہ پاگلوں کی طرح ارد گرد دیکھ رہی تھی جب نگاہ سامنے رضا پر پڑی وہ مسکرا رہے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کہیں غائب ہو گئے۔

ایک جھٹکے سے اسکی آنکھ کھلی تو اسے پسینہ آیا ہوا تھا, گلا بری طرح خشک تھا۔وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور پھر ساری رات یونہی آنکھوں میں کٹ گئی۔

ساری رات اور پھر اگلا دن وہ یونہی بولائی بولائی پھرتی رہی۔رات کا خواب ایسا ذہن سے چپکا کہ اٹھتے بیٹھتے وہی منظر سامنے تھا۔وہ جھنجلا کر صبا کے کمرے میں گئی اور رات کا خواب ان کے گوش گزار کر دیا۔

صبا کچھ دیر تو خاموشی سے اس کے پریشان حال چہرے کو دیکھتی رہیں پھر نرمی سے اس کی ٹھوڑی کو تھام کر چہرہ اوپر کیا۔

" تمھارے بابا تمہیں خواب میں آ کر یہ اشارہ دے گئے ہیں کہ اب تمہیں ان کے بعد صرف ضیغم سے محبت کرنی ہے۔وہی ہے جو ان کے بعد تمہیں سچی اور بے لوث محبت دے سکتا ہے۔ "

وہ یک ٹک صبا کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہر لڑکی اپنے ہونے والے شوہر میں اپنے باپ جیسا عکس تلاشتی ہے۔ باپ اس کی زندگی میں " آنے والا پہلا ہیرو ہوتا ہے اور شوہر دوسرا ہیرو ہو کر بھی باپ کی شفقت کی جگہ نہیں لے پاتا لیکن یہ سچ ہے کہ ماں باپ کے بعد جس رشتے میں پاکیزگی اور بے لوث محبت ہے وہ شوہر کا رشتہ ہے۔
"

صبا اسے دھیرے دھیرے بہت کچھ سمجھا رہی تھیں اور وہ یونہی گم صم بیٹھی تھی پھر کب وہ وہاں سے اٹھ کر گئیں اسے خبر نہیں ہوئی۔

صبا کی باتوں سے جہاں اسے اپنے خواب کی تعبیر ملی تھی وہاں الجھن مزید بڑھ گئی تھی۔ ضیغم اس کے حواسوں پر سوار ہو گیا تھا۔ اٹھتے بیٹھتے بس اسی کا خیال رہتا تھا۔

وہ الجھ کر خود سے ہی سوال کرنے لگتی تھی کہ کیوں اس کے بارے میں اتنا سوچنے لگی ہے۔

ذہن کو بارہا جھٹکتی تھی لیکن وہ تو جیسے ذہن سے چپک گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہر روز ایک دن چپ چاپ گزرتا جا رہا تھا۔ سب لوگوں کی زندگیاں اپنے معمول پر آ گئی تھیں بس ایک وہ تھی جو بے چین تھی۔ رضا کو اس دنیا سے گئے پورے دو ماہ بیت گئے تھے۔ ان دو ماہ میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔

ہر وقت کسی نا کسی بات پر ضیغم کی یاد اس کے ذہن کے پردوں پر اُمڈ آتی تھی اور اگر وہ سر کو جھٹکتی تو گھر کا کوئی ی دوسرا فرد ضیغم کا ذکر چھیڑ کر اس سے چھیڑ خانی کرنے لگتا۔

وہ خود میں ہونے والی تبدیلیوں پر حیرت زدہ تو تھی لیکن اسے اب ضیغم کے ذکر پر پہلے کی طرح غصہ نہیں آتا تھا۔ اگر کوئی اس کا ذکر کرتا تو وہ پہلے کی طرح وہاں سے اٹھ کر نہیں جاتی تھی۔ کوئی اسے اس کے نام سے چھیڑتا تو وہ مسکرانے لگتی تھی۔

سارا دن یونہی گزار کر رات کو گھنٹوں وہ اپنی کھوئی ی ہوئی ی نفرت کو خود میں تلاشتی رہتی تھی ۔وہ نفرت جس کو اس نے بچپن سے اپنے دل میں سینچا تھا لیکن عجیب بات تھی وہ نفرت اب کہیں باقی نہ تھی البتہ ضیغم کو پہروں سوچنا اب اچھا لگتا تھا۔

ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ برسوں سے ضیغم سے نفرت نہیں بلکہ اس کی آڑ میں محبت ہی کرتی رہی ہے اور یہ سچ ہی تھا اس نے واقعی اپنی سو کالڈ نفرت کے پیچھے اس سے عشق کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہر وقت اسی کے بارے میں سوچتے رہنا, ہر لمحہ اسے زیر کرنے, اسے گرانے کے بارے میں منصوبے بنانا, اس کی وجہ سے اپنا حلیہ تک تبدیل کرنا۔

در حقیقت وہ یہ سب اسکی نظروں میں رہنے کو کرتی تھی۔ نفرت تو محض ایک نقلی سٹیکر تھا جس کے پیچھے محبت کھدی تھی۔

توماہین رضا تم آج ضیغم حسن کے سامنے اپنا دل بھی ہار بیٹھی۔پہلے اپنی ضد, پھر غرور اور اب دل بھی۔

عشق ایسا ہو تو(ترمیم اور اضافہ شدہ)#

قسط8#

از مہر علی(ہما وقاص)#

تو آخر کار وہ اپنے اندر ہونے والی تمام تبدیلیوں کی وجہ ضیغم کی محبت کو نہ صرف قرار دے چکی تھی بلکہ دل سے تسلیم بھی کر چکی تھی۔ایک پر سکون مسکان لبوں پر مزین کئے بیڈ پر چت لیٹی وہ چھت کو گھور رہی تھی۔

دبئی میں گزارا وہ ایک ماہ اور اس گھر میں ضیغم کے ساتھ گزارا ایک ایک پل, اس ہر پل میں ضیغم کی باتیں اس کا لڑنا, ڈانٹنا, خیال رکھنا, ہر روز صبح اٹھ کر اسے سوتے ہوئے چوری سے دیکھنا, چھپ کر اس کی بالوں کو چھونا اور پھر وہ رات, اس کا غصہ, سب کچھ آنکھوں کے آگے ایک فلم کی طرح چل رہا تھا۔آج اسے ہر جگہ وہ خود ہی غلط نظر آ رہی تھی۔بلاوجہ کی ضدیں کرتی ہوئی۔اسے تنگ کرتی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

اس نے گہری سانس لیتے ہوئے فون اٹھایااور آنکھوں کے سامنے کیا۔وہ بہت شدت سے یاد آرہا تھا۔جب سے دل نے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ اس کی محبت میں پور پور ڈوب چکی ہے اور اس کی یاد روح تک پنجے گاڑنے لگی ہے اس کی یاد شدت اختیار کر گئی تھی۔

وہ کال لسٹ کو اوپر نیچے اچھال رہی تھی۔یہ کیا اس کے پاس تو اس کا نمبر تک نہیں تھا۔بے دلی سے موبائل ایک طرف رکھ دیا۔اور پاس رکھے تکیے پر سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ضیغم اسے اپنے ساتھ لگائے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا اور اسی احساس کے زیر اثر اسے کب نیند آئی پتا نہیں چلا۔

☆☆☆☆☆

ٹی وی سکرین پر منظر بے آواز چل رہا تھا۔گھڑی رات کے دو بجا رہی تھی اور ضیغم اس چھوٹے سے فلیٹ کے لاؤنج میں نیم تاریکی کیے ٹی وی کے سامنے کاؤچ پر بیٹھا تھا۔وہ کافی گھنٹوں سے یونہی ٹی وی کے سامنے بیٹھا تھا اچانک گھڑی پر نگاہ پڑی تو ٹی وی بند کیا اور بے دلی سے کاؤچ پر سے اٹھا۔

آہستگی سے پاؤں گھسیٹتا وہ بیزار سا کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ویسے تو پچھلے دو ماہ میں کوئی ایک لمحہ ایسا نہیں تھا جس میں ماہا کی یاد اس کے ذہن سے مندمل ہوئی ہو لیکن پتا نہیں کیوں آج وہ بہت

شدت سے یاد آ رہی تھی۔اتنی شدت سے کہ وسط رات میں بھی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی

۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو اندھیرے میں ڈوبا کمرہ اداسی کو اور بڑھانے لگا۔یونہی خاموشی سے چلتا ہوا بیڈ پر آیا اور ڈھنے کے انداز میں چت لیٹ گیا۔

وہ تو کبھی مجھے یاد نہیں کرتی ہو گی؟پر سکون ہو گی۔پتا نہیں کیسی ہو گی؟کیا اب بھی ماموں کے لئے روتی ہو گی؟طبیعت کیسی ہو گی؟سارا دن کیا کرتی ہو گی؟

بے ساختہ اپنے ہی سوالوں میں الجھ کر پاس رکھا فون اٹھایا۔سکرین پر انگلیاں چلا کر اس کا نمبر نکالا لیکن اس کے آگے کچھ نہیں کر سکا۔گہری سانس لی اور موبائل واپس بیڈ پر رکھ دیا۔

یہاں تک ہمت تو وہ ہر روز کیا کرتا تھا لیکن اس کے آگے ہمت کبھی نہیں ہوتی تھی۔دل اس کی آواز سننے کو اکثر بہت بے تاب ہوتا تو زارا کے بعد صبا ممانی کو فون کر لیتا کہ شاید وہ کہیں آس پاس ہو گی اور ممانی کو آواز دیتے ہوئے اس کی آواز کانوں میں پڑ جائے لیکن اس کی ایسی قسمت کہاں۔ کان اس کی آواز سننے کو ترس گئے تھے اور آنکھیں اس کی ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب رہتی تھیں ۔اس کی کوئی تصویر اس کے پاس نہیں تھی لے دے کر بس اس ایک ماہ کی یادیں تھیں اور وہ یہ سوچ کر بھی فون نہیں کر پاتا تھا کہ شاید وہ فون کرے تو ماہا بات ہی نہ کرے۔اب تک تو وہ اس

www.novelsclubb.com

سے اتنی نفرت کرنے لگی ہو گی کہ اس کا فون کاٹ دے گی اور اگر اس نے یوں فون کاٹا تو اسے زیادہ تکلیف ہو گی۔اس لئے وہ فون کرنے کا ارادہ ترک کر دیتا تھا۔

یہ کسک دِل کی دِل میں چبھی رہ گئی
زندگی میں تمہاری کمی رہ گئی

ایک میں ایک تم ایک دیوار تھی
زندگی آدھی آدھی بٹی رہ گئی

www.novelsclubb.com

رات کی بھیگی بھیگی چھتوں کی طرح
میری پلکوں پہ تھوڑی نمی رہ گئی

ریت پر آنسوؤں نے تیرے نام کی

جو کہانی لکھی بے پڑھی رہ گئی

میں نے روکا نہیں وہ چلا بھی گیا

بے بسی دُور تک دیکھتی رہ گئی

میرے گھر کی طرف دھوپ کی پیٹھ تھی

آتے آتے اِدھر چاندنی رہ گئی

☆☆☆☆☆

" مما چھوٹی کہاں ہے؟ "

www.novelsclubb.com

ماہا ہاتھ میں سرسوں کے تیل کی بوتل اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی تو صبا نے کتاب پر سے نگاہ اٹھا اس کی طرف دیکھا۔ چھوٹی ان کے گھر کی ملازمہ تھی۔ ویسے تو وہ ماہا سے بڑی ہی تھی لیکن اسے ہمیشہ سے سب گھر والے چھوٹی ہی کہتے تھے۔

" وہ چھت پر لانڈری میں ہو گی۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہو؟اور یہ ہئیر آئل ؟ "

صباب تک اس کے ہاتھ میں موجود ہئیر آئل کو دیکھ کر حیران تھیں۔وہ بالوں میں کبھی تیل نہیں لگاتی تھی۔اس کو لگتا تھا کہ تیل لگانے سے بال جلدی بڑھیں گے اور پھر اسے جلدی کاٹنے پڑیں گے۔اس لئے بچپن سے وہ تیل لگانے سے بھاگتی تھی اور آج تیل کی بوتل ہاتھ میں تھامے کھڑی وہ صبا کو حیرت میں مبتلا کر رہی تھی۔

" مما ہئیر آئل ہے ظاہر سی بات ہے بالوں میں لگوانا ہے۔اوکے میں جارہی ہوں اوپر۔ "

وہ تیزی سے جواب دیتی ہوئی کمرے سے نکل گئی جبکہ صباب بھی اس کی پشت کو حیرت سے گھور رہی تھیں۔وہ اوپر آئی تو چھوٹی توقع کے عین مطابق لانڈری میں مصروف تھی۔

" چھوٹی یہ سب چھوڑو۔جلدی سے ادھر آؤ اور میرے بالوں میں آئی ل لگا دو۔ "

" ! آپ اور آئی ل "

www.novelsclubb.com

وہ بھی صبا کی طرح حیرت سے منہ کھولے ماہا کو دیکھ رہی تھی۔ماہا نے گہری سانس لیتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر دھپ دھپ پاؤں مارتی ہوئی آگے بڑھی۔

" ہاں کیا مجھے آئل لگانا منع ہے؟ "

" نہیں نہیں بی بی جی لیکن آپ کے بال۔ "

" بال بڑھانے ہیں مجھے۔ "

ماہا نے برجستہ اس کی بات کا جواب دیا تو اس کا منہ بے ساختہ کھل گیا۔

" حیران بعد میں ہو لینا پہلے یہ بالوں میں لگا دو۔ "

ماہا نے اس کے کھلے منہ کو دیکھتے ہوئے ہنس کر جواب دیا اور تیل کی بوتل اس کی طرف بڑھا دی۔

چھوٹی نے منہ بند کیا اور سر ہلاتے ہوئے بوتل تھام لی۔

" ضیغم بھائی نے فرمائش کی ہو گی؟ "

چھوٹی کے معنی خیز جملے پر وہ جھینپ گئی۔

نہیں جی ان کی فرمائش نہیں ہے۔ میں خود تھوڑی تبدیلی چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں اب "

" میرے بال بہت بہت لمبے ہو جائیں۔

www.novelsclubb.com

وہ شرماتے ہوئے مسکراہٹ کو دبا کر گویا ہوئی۔ ذہن میں ضیغم اس کے لمبے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔

" بی بی جی بال جلدی لمبے کرنا چاہتی ہیں تو کوکونٹ آئل لگائیں نہ۔ "

چھوٹی اس کی پشت پر کھڑی بالوں میں تیل لگا رہی تھی جبکہ وہ خود چھت پر رکھے تخت پر ٹانگیں اوپر کئے بیٹھی تھی۔

" اچھا تمہیں کیسے پتا؟ "

پتا ہے بی بی جی آپ آزما کر دیکھ لیں جھٹ پٹ لمبے ہوں گے۔ بلکہ ایسا کریں اس میں کیسٹر آئل " بھی مکس کر لیجیے گا۔ "

" اچھا چلو ٹھیک ہے میں کل سے ہی شروع کرتی ہوں۔ "

وہ اب خود کو ضیغم کی پسند میں ڈھالنا چاہتی تھی۔ جب سے دل اس کی محبت میں دھڑکنے لگا تھا دنیا کی ہر چیز حسین ہو گئی تھی۔ وہ خوش رہنے لگی تھی۔ اب پینٹ شرٹ پہننا چھوڑ چکی تھی, بال لمبے کرنے کے لئے تیل لگانے لگی تھی, کرکٹ کھیلنے کے بجائے کتابیں پڑھنے لگی تھی, صبا سے کھانا پکانا سیکھنے لگی تھی, ضیغم کے کمرے کو صاف کرنے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے کمرے میں جاتی تو اس کی پرانی ڈائیریز کو کھول کر پڑھتی رہتی جس میں وہ بچپن سے لے کر اب تک اس کے بارے میں بہت کچھ لکھتا رہا تھا۔ اپنے ہر جذبات جو وہ اس پر ظاہر نہیں کر سکتا تھا

۔

اس کی پرانی تصویروں کو دیکھتی رہتی۔ان سے باتیں کرتی رہتی۔ عجیب سا سرور تھا جو رگ وپے میں سرائیت کرتا تھا لیکن ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اسے فون کرے اس سے بات کرے,اسے بتائے کہ وہ اسے چاہنے لگی ہے۔اسد سے وہ اس کا فون نمبر لے چکی تھی لیکن بات کرنے کی ہمت ابھی تک نہیں جتا پائی تھی۔

☆☆☆☆

پورے سات ماہ اور دس دن کے بعد گھر میں پھر سے سب کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھری تھیں۔ ان مسکراہٹوں کی وجہ اسد کی شادی کا طے پانا تھا۔

اسد یونیورسٹی دور سے ہی اپنی ہم جماعت کو پسند کرتا تھا اور اب جب وہ احمر کے ساتھ بزنس میں مکمل طور پر سیٹ ہو چکا تھا تو اس کی شادی طے پا گئی تھی۔

وہ اپنے کمرے سے کسی کام کے لئے باہر نکلی تھی جب لاؤنج سے آتی اشعر کی آواز پر ٹھٹک کر رکی وہ ضیغم سے ویڈیو کال پر بات کر رہا تھا اور اس کی زبان سے ضیغم کا نام سن کر اس کے قدم وہیں جم گئے تھے۔

"ضیغم بھائی سب باتیں چھوڑیں۔بس یہ بتائیں کہ آپ کب آرہے ہیں؟ شادی سے کافی دن پہلے آئے گا بہت مزہ آئے گا۔"

اشعر گود میں لیپ ٹاپ رکھے پر جوش لہجے میں بات کر رہا تھا۔وہ ضیغم کو اسد کی شادی کی اطلاع دے رہا تھا۔اشعر کی بات مکمل ہونے کے بعد اس کے کان دل بن کر دھڑکنے لگے تھے جواب ضیغم کی آواز سننے کو بے تاب تھے اور پھر اس کی آواز لاؤنج میں گونجی۔

" وعدہ نہیں کروں گا لیکن کوشش بہت ہو گی کہ پہلے آؤں۔ "

وہی سنجیدہ گھمبیر لہجہ۔ماہا کے دل کی بڑھتی رفتار اس کی آواز اتنے عرصے بعد سننے کے باعث تھی۔

" نہیں نہیں کوئی ایکسکیوز نہیں ابھی پانچ ماہ کا وقت ہے نہ۔آپ ابھی سے اپنے آفس میں بات کر لیں اور بہت دن پہلے شرافت سے آجائے گا۔ "

" ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔میں جانتا ہوں تمہاری بے تابی کی وجہ کمینے۔بس صرف کام کے ڈر سے بلوا رہے ہو کہ مجھے اکیلے کام نہ کرنا پڑے۔ "

www.novelsclubb.com

ضیغم کے جواب پر اشعر قہقہ لگا رہا تھا جبکہ وہ گلال ہوتے چہرے کے ساتھ مبہم سا مسکرا دی۔اتنے مہینوں کے بعد اس کی آواز سن کر دل اسے دیکھنے کی خواہش بھی کرنے لگا تھا۔

" کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ارے بھئی ہمارا خیال نہیں تو کچھ اپنی ماہا کا ہی خیال کریں۔ "

" تم فکر نہ کرو وہ نہیں چاہتی کہ میں اتنے دن پہلے آکر بیٹھ جاؤں۔ "

" مطلب یہ کہ اگر وہ کہہ دیں تو آپ آجائیں گے جلدی؟ "

اشعر نے بھنویں اچکا کر شرارت سے سوال کیا۔

" اتنا فرمابردار شوہر نہیں ہوں میں۔ "

ضیغم کے جواب پر اشعر کا فلک شگاف قہقہ پھر سے گونج رہا تھا۔ وہ ضیغم کو دیکھنا چاہتی تھی لیکن وہ اسے دیکھے یہ نہیں چاہتی تھی۔

" فرمابردار تو آپ بہت ہیں اب یہ جھوٹ تو مت بولیں۔ "

اشعر نے بات کرتے ہوئے اچانک گردن گھمائی تو نگاہ سامنے ماہ پر گئی۔

لو جی شیطان کا نام لیا شیطان حاضر۔ یہ کھڑی ہیں یہیں آپ کی زوجہ صاحبہ ابھی کہلواتا ہوں ان سے پھر دیکھیے گا بھاگے چلے آئیں گے آپ۔ "

اشعر کے یوں اچانک دیکھ لینے پر وہ گڑبڑا گئی۔ دوسری طرف ضیغم بھی بالکل خاموش ہو گیا تھا۔

" ماہا جلدی سے آؤ اور حکم دو ان کو کہ اسد کی شادی پر کم از کم ایک ماہ پہلے آئیں۔ "

اشعر اسے لیپ ٹاپ پر آکر بات کرنے کی پیش کش کر رہا تھا اور وہ تھی کہ بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالتی بے حال کھڑی تھی۔

کچھ سجھائی نہیں دیا تو تیزی سے اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو کان سے لگایا اور اشعر کو یہ ظاہر کرتی ہوئی وہاں سے چل دی کہ اس کے موبائل پر کسی کی کال ہے۔

" سانس لے لیں ضیغم بھائی وہ چلی گئی ہیں ان کی کوئی کال آگئی ہے۔ "

ضیغم کا سپاٹ چہرہ اشعر سے مخفی نہیں رہا تھا۔ وہ واقعی سانس روکے بیٹھے تھا جس پر اشعر نے آنکھ کا کونا دباتے ہوئے شریر لہجے میں چھیڑا لیکن وہاں تو جیسے اس کے دل میں ٹیس اٹھی اور معدوم ہو گئی۔

وہ جانتا تھا کہ وہ کبھی اس سے بات نہیں کرے گی لیکن پھر بھی ایک موہوم سی امید جاگی کہ شاید وہ اس کی آواز سن سکے گا یا اسے دیکھ سکے گا۔

" تو ماہین رضا تم ضد کی پوری ہو۔ تمھاری ضد ہے کہ مجھ سے ہمیشہ نفرت کرو گی۔ سو تم کر رہی ہو اور ایک میں ہوں جس نے ضد باندھ لی ہے کہ تم سے یونہی زندگی بھر چپ چاپ محبت کرتا رہوں گا۔ سو کر رہا ہوں۔ "

آنکھیں بے اختیار جلنے لگی تھیں۔ اشعر اب پتا نہیں اس سے کیا کیا باتیں کر رہا تھا جبکہ وہ بس ہوں ہاں میں جواب دے رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

دن تو پر لگا کر گزر رہے تھے اور وہ اپنے اس خواب کی تعبیر بن گئی تھی جس میں رضا نے اسے ضیغم سے محبت کی تلقین کی تھی۔اس وقت بھی وہ رضا کی تصویر کے سامنے بیٹھی ضیغم کی شکائتیں لگا رہی تھی۔

" دیکھ لیں بابا اپنے ضیغم کو۔شادی کو بس ایک ہفتہ رہ گیا ہے اور جناب ابھی تک نہیں آئے۔ "

وہ اداس صورت بنائے رضا کی تصویر کے بالکل سامنے کرسی پر بیٹھی تھی۔کندھوں سے نیچے آتے بال اب کمر کو چھونے لگے تھے۔سفید قمیض شلوار میں ملبوس گلے میں دوپٹہ ڈالے وہ مکمل طور پر خود کو ضیغم کی پسند میں ڈھال چکی تھی۔

آپ بہت تعریفیں کرتے ہیں ان کی دیکھیں تو وہ کیسے تڑپا رہے ہیں مجھے۔میں ایک ایک سکینڈ گن کر گزار رہی ہوں اور جناب ہیں کہ وہاں سے آنا ہی نہیں چاہتے۔ "

رضا سے یوں باتیں کرنا اب اس کا روز کا معمول تھا۔وہ رضا سے ضیغم کی باتیں کرتی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ تصویر میں بھی مسکرا رہے ہوں, بہت خوش ہوں۔

www.novelsclubb.com

سب گھر والے اس کی اس تبدیلی پر یہ جان گئے تھے کہ جو ماہا ضیغم سے شدید نفرت کرتی تھی اب پور پور اس کی محبت میں ڈوب گئی ہے۔بس کسی کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ اس محبت کو ضیغم سے ابھی

تک چھپائے ہوئی ہے۔اس لئے ضیغم کو یہ خبر ہی نہیں تھی کہ جس ماہا کی نفرت سے گھبراتا وہ شادی پر جلدی آنا منسوخ کر چکا ہے وہ ایک ایک پل گن کر گزار رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

سب کی بہت منت سماجت کے باوجود وہ شادی سے ایک ماہ پہلے کیا ایک ہفتہ پہلے بھی نہیں آیا تھا اور آج مہندی کا دن آن پہنچا تھا۔

وہ بے دلی سے نائمہ اور صبا کے ساتھ تقریب کی تیاریوں میں مصروف تھی جب زارا کی آواز پر جیسے اس کی رگ رگ میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔

اشعر۔۔۔اشعر۔۔۔ارے بھئی اشعر کہاں ہے؟آدھے گھنٹے بعد ضیغم کی واپسی ہے اسے ائیر " پورٹ سے لے آئے جا کر۔ "

وہ اونچی آواز میں پکارتی اشعر کو تلاش کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

" پھپھو فکر نہ کریں میری بات ہو گئی ہے میں لے آؤں گا انہیں۔ "

اشعر جوان کی آوازیں سن کر اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا ہانک لگائی۔پھولوں کو ٹوکری میں سجاتے اس کے ہاتھ وہیں تھم گئے تھے۔اب تو خود کو سجانے کا وقت تھا۔دھڑکتے دل کے ساتھ وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔زندگی میں پہلی بار وہ یوں کسی کے لئے اور دل سے تیار ہو رہی تھی۔

نہا کر تازہ دم ہونے کے بعد بالوں کو بڑے سلیقے سے سٹریٹ کیا اور کمر پر کھلا چھوڑ دیا۔ گہرے بنارسی سبز رنگ کے جوڑے کو اس نے سادہ قمیض شلوار کی شکل میں سلوایا تھا۔ اس کے ساتھ بھاری بھر کم میرون دوپٹہ ضیغم کے کُرتے سے ہم رنگ تھا جو اس نے بہت محبت سے ضیغم کے لئے سلوایا تھا۔

نفاست سے چہرے پر میک اپ کیا تو اس کی بھولی سی صورت کی دلکشی کو چار چاند لگ گئے۔ گھنی پلکوں پر مسکارا لگایا تو آنکھیں مزید جان لیوا لگنے لگیں۔ گہری میرون لالی سے لبوں کو رنگا تو وہ خود کو دیکھ کر مبہوت رہ گئی۔ کتنی بیوقوف تھی کہ کبھی اس حلیے میں خود کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ یہ روپ اس پر جچ رہا تھا اور اب یہ بجلیاں ضیغم پر گرانی تھیں۔ وہ آئینے میں خود کے عکس کو ضیغم کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے جھینپ گئی۔

مہندی کی تقریب کا انتظام گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔ وہ پگلی سب سے پہلے تیار تھی۔ گھر بھر میں شور بر پا تھا۔ سب اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اشعر ضیغم کو لینے ائیر پورٹ جا چکا تھا۔ وہ گھڑی کی سوئیوں پر نگاہیں جمائے بیٹھی تھی جب باہر سے اٹھتے شور پر جیسے اس کا دل دھڑکنا بھول گیا۔

سب لوگ باہر ضیغم کو مل رہے تھے۔صبا, زارا, احمر اور اسد کی آوازیں گونج رہی تھیں اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ دروازے کی اوٹ سے باہر جھانک رہی تھی۔

سیاہ ٹی شرٹ اور نیلی جینز میں ملبوس وہ سب کے ساتھ گلے مل رہا تھا مسکرا رہا تھا۔

" اف۔۔۔آج سے پہلے کبھی آنکھوں نے اس کو اتنی محبت سے نہیں دیکھا تھا۔ "

" ارے ماہا کہاں ہے؟ "

زارا نے اچانک ہانک لگائی تو اس نے گڑ بڑا کر جلدی سے دروازہ بند کیا۔

" آپی وہ تیار ہو رہی ہے شاید۔ فنکشن شروع ہونے والا ہے نہ۔ ضیغم بیٹا تم بھی پہلے تیار ہو جاؤ "

صبا نے مسکرا کر جواب دیا۔ ضیغم نے سر ہلایا اور قدم اوپری زینے کی طرف بڑھا دیے۔

تو پھر سارے خدشے درست ثابت ہوئے۔وہ اپنی نفرت پر قائم ہے اور آج بھی میری شکل دیکھنے کی روادار نہیں۔ایک پھیکی مسکراہٹ تھی جو اس کے لبوں پر تھی اور وہ بوجھل دل کے ساتھ زینے چڑھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ نہانے کے بعد سنگھار میز کے سامنے کھڑا بالوں میں ٹاول رگڑ رہا تھا جب عقب سے صبا کی آواز آئی۔

" ضیغم بیٹا یہ کُرتا ہے تمھارا۔ماہا نے بہت شوق سے سلوایا ہے۔ "

وہ مڑا تو صبا راؤ سلک کا گہرے میرون رنگ کا کرتا تھامے کھڑی تھیں۔ کرتے سے زیادہ وہ ان کے جملے پر حیران ہوا تھا۔

ماہا نے سلوایا اور شوق سے ! لیکن ذہن میں آنے والے اگلے ہی خیال نے ساری بات سمجھا دی۔ صبا جان بوجھ کر اس کے سامنے ماہا کا نام لے رہی ہوں گی جبکہ حقیقت اس سے مختلف ہوگی۔

" جی میں پہن لیتا ہوں۔"

زبردستی کی مسکراہٹ کو لبوں پر سجائے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے کُرتا تھام لیا۔ زارا اسے بتا چکی تھی کہ اس کی مہندی کا جوڑا ریڈی ہے لیکن انہوں نے تو ایسا کچھ نہیں بتایا تھا کہ ماہا کی پسند سے ہے

www.novelsclubb.com

۔

" چلو تیار ہو جاؤ اور آجاؤ جلدی سے نیچے سب لان میں جمع ہیں۔ "

" جی جی آرہا ہوں۔ "

وہ مسکراتی ہوئیں کمرے سے باہر جاچکی تھیں جبکہ وہ اب کُرتے کو اوپر کئے جائزہ لے رہا تھا۔ پھر گہری سانس لیتے ہوئے ٹاول کو ایک طرف پھینکا اور کرتے کو پہن لیا۔

☆☆☆☆☆

میرون کرتے کے نیچے سفید شلوار زیب تن کئے اور سلیقے سے ایک طرفہ مانگ میں بال بنائے وہ لان میں داخل ہوا تو سب کے سب ایک ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ ملنے والے رشتہ داروں کا اس کے گرد جھمگٹا بن گیا۔ وہ سب سے مل کر نکلتا ہوا زارا اور صبا کے قریب آیا جبکہ نگاہیں ارد گرد کن اکھیوں سے ماہا کو کھوج رہی تھیں۔

" ارے ماشااللہ ماشااللہ کیا خوب جچا ہے یہ رنگ۔ "

اس پر نگاہ پڑتے ہی صبا نہال ہوتی ہوئی آگے بڑھیں۔ زارا نے بھی بلائیں لیتی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر چونک کر گویا ہوئیں۔

اصل غضب تو میری بیٹی ڈھا رہی ہے۔ ارے بھئی ہے کہاں مل تو لے ضیغم سے صبح سے "

" کاموں میں الجھی ہے۔

" یہیں تو تھی۔ میں لے کر آتی ہوں آپی۔ "

صبا سٹپٹا کر پلٹی اور ارد گرد ماہا کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں۔وہ تو جان بوجھ کر سٹیج کے ایک طرف پیٹھ موڑے کھڑی تھی جہاں زارا نے اسے آلیا۔

" ماہا۔ا۔ا۔ایہاں کیا کر رہی ہو ؟ چلو ضیغم آگیا ہے نیچے ڈھونڈ رہا ہے تمہیں۔ "

وہ جو اسے پہلے ہی لان میں داخل ہوتا دیکھ چکی تھی اور اس کی نگاہ پڑنے سے پہلے ہی پلٹ گئی تھی اب صبا کے ڈپٹنے پر خجل ہوتی پلٹی۔اور صبا کے ساتھ قدم ضیغم کی طرف بڑھا دیے جو کچھ فاصلے پر اب زارا سے محو گفتگو تھا۔میرون کرتا اس کی خوبرو شخصیت پر جچ رہا تھا۔وہ اس کی سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔

زارا سے بات کرتے ہوئے اچانک اس کی نگاہ اس جانب اٹھی جہاں ماہا صبا کے ہمراہ خراماں خراماں قدم اٹھائے اس کی طرف آرہی تھی۔

ضیغم کی نگاہ خود پر پڑتے ہی وہ جھینپ کر نگاہ جھکا چکی تھی جبکہ وہ گومگو کیفیت میں نہ صرف زارا سے بات کرنا بھول گیا تھا بلکہ پلکیں جھپکنا بھی بھول گیا۔

زارا جو اس کی بات سن رہی تھیں اس کے یوں ساکن ہو جانے پر منہ پر ہاتھ رکھے مسکرا دیں۔

www.novelsclubb.com

یہ حقیقت تھی یا پھر خواب؟ قمیض شلوار میں ملبوس, کھلے کمر کو چھوتے بال, کانوں میں جھولتے کندن جھمکے, وہ تو سراپا بدل گئی تھی۔ یونہی چلتی وہ کب اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی اسے خبر نہ ہوئی۔

" السلام علیکم۔ "

ماہا کے سلام پر جیسے وہ مجسم سے متحرک ہوا۔ پلکیں جھپکائیں اور حیرت پر قابو پاتے ہوئے بمشکل اس کے سلام کا جواب دیا۔

"وا۔۔و علیکم سلام۔۔۔ "

ضیغم کی سانس جیسے اٹک گئی تھی۔ ماہا کا یوں گھنی پلکیں گرائے لجایا انداز, اس کی پسند میں ڈھلا سراپا, اوہ خدا یہ سب کیا تھا؟ وہ حیرت میں غرق خود سے سوال کر رہا تھا جبکہ دل اب بھی بے یقین تھا۔

www.novelsclubb.com

صبا اور زارا اب ان دونوں کی بلائیں اتار رہی تھیں, ان پر سے پیسے وار رہی تھیں۔

ضیغم کی حیرت کدہ بنی آنکھیں بار بار ماہا کے سراپے کا طواف کر رہی تھیں اور وہ نگاہیں جھکائے خجل کھڑی تھی۔ وہ یونہی مبہوت کھڑا تھا جب پیچھے سے اشعر کی آواز سنائی دی۔

ضیغم بھائی اچھے سے دیدار ہو گئے ہیں تو آ جائے, اسد بھائی انتظار کر رہے ہیں۔ان کو سٹیج تک لانا "
" ہے۔

اشعر کی آواز پر وہ گڑبڑا کر سیدھا ہوا اور پھر اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے آگے بڑھا۔

اسد کو سرخ کامدار دوپٹے کی اوٹ میں سٹیج تک لانا تھا اور جہاں دوپٹے کا ایک کونا اشعر نے تھاما وہاں ایک ضیغم کو بھی تھامنا تھا۔

تقریب اپنے عروج پر تھی۔ جگمگاتی رات میں جہاں سب لوگ ناچ رہے تھے, گا رہے تھے, تالیاں اور ڈھولک پیٹ رہے تھے وہاں بس دو نفس تھے جو ان سب سے بیگانہ بار بار ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

مہندی کی ساری تقریب میں آنکھ مچولی کا یہ کھیل جاری رہا۔ ضیغم دیکھتا تو وہ نگاہیں جھکا دیتی اور پھر جب وہ کہیں اور مصروف ہوتا تو چور نگاہوں سے اسے دیکھنے لگتی۔ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تو سب گھر والوں کا ہنسی مزاق شروع ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ سب کے ساتھ ہنستی مسکراتی, اس کے نام کی چھیڑ خانی پر شرماتی اسے مزید حیرت کے دھچکے لگا رہی تھی۔

"چلو بھئی اٹھو اب سب۔ ضیغم بہت تھکا ہوا ہے اسی کا ہی کچھ خیال کر لو۔ آرام کرو اب سب لوگ صبح شادی کے بھی سو کام ہیں۔"

وہ سب تو لان میں خوش گپوں میں ہی مصروف رہتے اگر احمر آ کر سب کو نہ ڈانٹتے۔ ان کی ڈپٹ پر سب لوگ آہستہ آہستہ منتشر ہونے لگے۔

☆☆☆☆☆

وہ ضیغم سے پہلے ہی کمرے میں موجود تھی۔ ضیغم کی باہر سے آتی آوازوں پر اس کی ہتھیلی پسینے میں بھیگنے لگی۔

جس کمرے میں وہ کل تک چوری چوری آتی تھی آج پورے حق سے موجود تھی۔ کان جھمکوں کے وزن سے درد کرنے لگے تھے۔ وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی جھمکے اتار رہی تھی جب ضیغم کمرے میں داخل ہوا اور ایک پل کے لئے سب تھم گیا۔ ماہا کے جھمکے اتارتے ہاتھ وہیں تھم گئے۔

نگاہیں پھر سے جھک گئیں, پلکیں لرزنے لگیں, دل دھڑکنے لگا۔ وہ یونہی سراپا محبت بنی کھڑی تھی جب ضیغم بے نیازی سے اس کے پاس سے گزرتا ہوا باتھ روم میں چلا گیا۔ وہ حیرت سے جھٹکا کھا کر پلٹی۔

www.novelsclubb.com

کیا اسے مجھ سے کچھ نہیں پوچھنا یا کچھ نہیں کہنا؟" ضیغم کا یوں چپ چاپ باتھ روم چلے جانا " اسے عجیب لگا۔

وہ تو یہ سمجھ رہی تھی کہ ضیغم خوشی سے اس کے پاس آئے گا اور پھر اس کے یوں بدل جانے پر اپنی خوشی اور حیرت کا اظہار کرے گا, اس سے سوال کرے گا۔

وہ یونہی ہکا بکا کھڑی تھی جب وہ کچھ دیر بعد باتھ روم سے باہر آیا اور سنجیدگی سے بیڈ کے پاس جا کر کمفرٹر درست کرنے لگا۔

وہ کچھ دیر یونہی بے یقینی سے اس کی طرف دیکھتی کھڑی رہی اور پھر خود بھی اپنے کپڑے اٹھا کر باتھ روم میں گھس گئی۔ اس کے جاتے ہی ضیغم مبہم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے پلٹا۔

زارا اسے باہر اس کے پوچھنے پر سب بتا چکی تھی کہ ماہا میں یہ ساری تبدیلی اس سے محبت کی وجہ سے ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ سب نوٹ کرتی رہی تھیں کہ وہ کیسے اس کے کمرے میں آتی تھی, اس کے کمرے کی صفائی کرنا, اس کی ڈائریز پڑھنا, تصویروں سے باتیں کرنا, بال لمبے کرنے کے لئے جتن کرنا۔ زارا اسے یہ سب بتا رہی تھیں جبکہ وہ خوشی سے سرشار شرارت سے مسکراتا رہا۔

توماہین رضاماموں کا یقین سچ تھا کہ ایک دن میری محبت تمھارا دل جیت لے گی پھر چاہے یہ محبت تمہیں دوری میں ہی محسوس ہوئی۔ سرپرائیز تم مجھے دیناچاہتی تھی وہ تو دے دیا لیکن تھوڑا تنگ کرنے کا حق تو میرا بھی ہے۔"

باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر ضیغم نے فوراً چہرے پر سنجیدگی طاری کی اور کمبل درست کرتا ہوا بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ یونہی الجھی اور پریشان صورت لئے بیڈ کے قریب آئی اور دوسری طرف سے کمفرٹر کو درست کرنے لگی چہرہ بجھ گیا تھا اور نگاہیں بار بار چوری سے ضیغم کی طرف دیکھ رہی تھیں ۔

اچانک ضیغم اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے سٹپٹا کر نگاہیں چرا لیں۔ میک اپ سے دھلا چہرہ, کندھوں پر بکھرے بال اور سادہ قمیض شلوار پہنے وہ اس سادگی میں بھی بہت حسین لگ رہی تھی ۔

" سنو۔ "

ضیغم کی پکار پر اس نے چونک کر نگاہ اوپر اٹھائی۔ وہ پیشانی پر سنجیدگی کے شکن نمودار کئے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

" میں چاہتا ہوں اب ہمیں سب گھر والوں سے بات کر کے علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے۔ "

ضیغم کی بات پر وہ حیرت سے گنگ ہوئی۔

"دیکھو یہ زبردستی کا رشتہ ہے اور تم مجھ سے شدید نفرت کرتی ہو تو اب ہمیں اس کو مزید آگے نہیں لے کر چلنا چاہیے۔"

وہ گومگو کیفیت میں ضیغم کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کانوں پر یقین نہیں تھا۔ کیا اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا وہ اس طرح کیوں بدل گئی ہے۔

اوہ خدا کہیں وہ ضیغم کے دل سے اتر تو نہیں گئی؟ اسے کتنا تنگ کیا اور اتنا عرصہ رابطہ بھی تو نہیں کیا۔ اس کا دل بند ہونے لگا تھا۔ ضیغم متواتر بول رہا تھا۔

" میں نے کاغذات تیار کروالئے ہیں بس بڑوں سے بات کرتا ہوں اور پھر تم آزاد ہو گی۔ "

حیرت کا شدید جھٹکا اسے جھنجوڑ گیا۔ ایکدم سے آنکھیں جلنے لگیں۔

عشق ایسا ہو تو (ترمیم اور اضافہ شدہ)#

قسط (لاسٹ)#

از مہر علی (ہما وقاص)#

www.novelsclubb.com

ہونق بنی وہ ضیغم کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔وہاں سنجیدگی اور سختی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔پل بھر میں ہی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوئیں اور پھر گال بھگونے لگیں۔

" کیاہوا روکیوں رہی ہو؟رومت پلیز بس تمہیں اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا بہت جلد یہ رشتہ ختم ہو جائے گا۔پریشان مت ہو۔ "

ماہا کا یوں رونا برداشت سے باہر تھا لیکن وہ اتنی جلدی ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔ضبط سے کام لیتے ہوئے اسے مزید تنگ کیا۔

" کیا ضروری ہے رشتہ ختم کرنا؟ "

روندھائی آواز میں پوچھتی وہ ضیغم کو دنیا کی سب سے حسین مورت لگ رہی تھی۔گھنی پلکیں آنسوئں سے بھیگی ہوئی تھیں۔

" ہاں ضروری تو ہے۔جن رشتوں میں محبت نہیں ہوتی ان کا ختم ہو جانا ہی بہتر ہے۔ "

www.novelsclubb.com

سنجیدگی سے جواب دیا اور بغور اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔اسکے رونے کی رفتار مزید تیز ہو گئی تھی۔

" کیا اسے میرا رونا سمجھ نہیں آرہا؟"اسے اب ضیغم کی بے اعتنائی پر غصہ آرہا تھا۔

" چلو اب سو جاؤ بہت دیر ہو گئی ہے۔ "

ضیغم نے فوراً نگاہیں چرائیں مبادہ خود اپنے ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے گلے لگا لے۔ وہ رخ موڑے لیٹنے ہی جا رہا تھا جب پھر پلٹا۔ وہ اسی طرح ساکن بیٹھی تھی۔

" اوہ ہاں یہ پوچھنا یاد نہیں رہا، یہاں بیڈ پر ساتھ سو جاؤ گی یا پھر میں صوفے پر چلا جاؤں؟

اس نے ایک جھٹکے سے جھکی نگاہیں اٹھائیں، ضیغم کے سوال پر دل کیا کچھ اٹھا کر اس کے سر میں دے مارے وہ اتنا بے حس کیسے ہو سکتا ہے۔

" سو جاؤں گی۔ "

غصے سے دانت پیستے ہوئے جواب دیا تو ضیغم نے بمشکل اپنی ہنسی روکی اور دوستانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے سر ہلایا۔

" گڈ تو سو جاؤ۔ "

www.novelsclubb.com

بڑے آرام سے کہتا وہ کروٹ لے کر لیٹ چکا تھا جبکہ وہ یونہی بے آواز آنسو بہاتی بیٹھی تھی۔

" جب اتنی محبت کرنے لگی ہو تو اظہار بھی کر دو تو کیا جاتا ہے۔ "

ضیغم اپنی ہی سوچ پر مسکرا دیا۔ماہا کی آنکھوں سے بہتے آنسو اس کی محبت کی سچائی کا ثبوت تھے لیکن دل اس کے منہ سے اقرار سننے کو مچل رہا تھا۔

ضیغم اسکی آنکھوں سے اس کی محبت بھی نہیں پڑھ سکا اتنا بے حس اتنا ظالم کیوں ہو گیا تھا وہ۔

یونہی روتے روتے کب آنکھ لگی خبر نہ ہوئی۔

☆☆☆☆☆

صبح جب اس کی آنکھ کھلی گیارہ بج رہے تھے اور ضیغم کمرے میں نہیں تھا۔وہ ایک جھٹکے سے کمفرٹر خود پر سے ہٹاتی اٹھ بیٹھی۔اتنی دیر ہو گئی, مہمانوں کو ناشتہ بھی کروانا تھا اور اسے کسی نے اٹھایا ہی نہیں۔شاید سب کو ضیغم کا خیال تھا جو اسے کوئی اٹھانے نہیں آیا اور وہ جناب رات دل توڑنے کے بعد اب کمرے سے غائب تھے۔

جلدی جلدی بالوں کا جوڑا بناتی واش روم میں گھسی۔رات بہت دیر رونے کے سبب آنکھیں سوزش زدہ ہو رہی تھیں۔ضیغم کی باتیں ذہن میں پھر سے دہرا کر دل دکھ سے بھرنے لگا۔بمشکل خود کو سنبھالتی جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر باہر نکلی۔

تمام مہمان جاگ چکے تھے اور نیچے ہال میں ناشتہ کروایا جا رہا تھا۔کچھ ناشتہ کرنے کے بعد اب چائے پی رہے تھے۔ضیغم احمر کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا, پیشانی پر شکن ڈالے بڑی سنجیدگی سے

گفتگو کر رہا تھا۔ماہا کی دھڑکن ایک لمحے کے لئے تھم گئی۔کہیں وہ رشتہ ختم کرنے کی بات تو نہیں کر رہا ہے؟

" ماہا اٹھ گئی بیٹا؟آجاؤ جلدی سے مہمانوں کو ناشتہ سرو کرو۔ "

وہ یونہی کھوئی سی کھڑی تھی جب نائمہ کی آواز آئی۔اس نے گڑ بڑا کر گھبراہٹ کو چھپایا اور راور نیچے اتری۔کچن میں آئی تو زارا صبا دونوں چھوٹی کے ساتھ مل کر ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں۔

" ماہا بیٹا پہلے اپنا اور ضیغم کا ناشتہ لے جاؤ۔ "

صبا کی آواز پر وہ چونک کر گویا ہوئی۔

" مما مجھے ابھی بھوک نہیں ہے اُن کو دے آتی ہوں۔ "

" کیا ہوا؟طبیعت ٹھیک ہے نہ؟ "

اس کی زکام زدہ آواز پر زارا تشویش ظاہر کرتی ہوئیں اس کے قریب ہوئیں۔

" جی پھپھو ٹھیک ہوں۔بس سر درد ہے کچھ۔ "

نگاہیں چراتے ہوئے جھوٹ بولا۔وہ زیر لب مسکرا دیں۔

" چلو بیٹھو جا کر ضیغم کے ساتھ میں ناشتہ لے کر آتی ہوں دونوں کا۔ "

" نہیں آپ کیوں میں لے جا رہی ہوں ان کا ناشتہ۔ "

پیار سے ان کو منع کرتی آگے بڑھی اور صبا کے ہاتھ سے ناشتے کے لوزامات سے سجی ٹرالی تھام کر باہر نکل گئی۔

وہ ابھی بھی احمر کے ساتھ محو گفتگو تھا۔اسے سامنے آتا دیکھ کر خاموش ہوا۔ جبکہ احمر اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے۔

" چلو تم دونوں ناشتہ کرو۔ پھر بات ہوتی ہے۔ "

" ارے ماموں آپ بھی کریں ساتھ۔ "

ضیغم نے فوراً ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ارے میں تو کر چکا ہوں بیٹا۔ کرو تم دونوں۔ "

احمر ماہا کے سر پر پیار دیتے ہوئے آگے بڑھے جبکہ وہ اب سنجیدہ چہرے کے ساتھ ٹرے پر سے ناشتہ اٹھا کر میز پر سجا رہی تھی۔ ضیغم نے زیر لب مسکراہٹ چھپائے اس کا جائزہ لیا۔اداس اور پریشان چہرہ تھا۔

" تم کہاں جا رہی ہو؟ ناشتہ کر لو۔ "

ناشتہ رکھنے کے بعد ماہا کو واپس پلٹتے دیکھا تو ضیغم نے حیرت سے سوال کیا۔کچھ دیر پہلے زارا نے اسے یہی کہا تھا کہ تم ماہا کے اٹھنے کا انتظار کر لو ساتھ ناشتہ کرنا۔

" مجھے بھوک نہیں ہے۔ "

افسردگی سے جواب دے کر وہ تیزی سے آگے بڑھی۔ ضیغم نے گہری سانس لی اور اپنی جگہ سے اٹھا۔

" ماہار کو۔ "

وہ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھی تھی جب عقب سے ضیغم کی آواز سنائی دی۔

" بھوک نہیں ہے یا میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں چاہتی ؟ "

ضیغم کے سوال پر اس کے چہرے پر خفگی کے اثرات صاف واضح تھے۔کیسے سمجھاؤں اس کو۔کیا اسے میرا بدلہ رویہ سب سمجھا نہیں رہا۔خود پر غصہ آنے لگا تھا۔جب اس سے محبت نہیں تھی تو اس کے سامنے قینچی کی طرح زبان چلتی تھی اور اب الفاظ حلق میں آکر ہی دم توڑ دیتے تھے۔

" آپ احمر چاچو سے کیا بات کر رہے تھے ؟ "

www.novelsclubb.com

سوال پر ماہا نے سوال کیا تو وہ ایک سکینڈ کے لئے تو چپ ہوا لیکن اگلے ہی لمحے سب سمجھ کر جلدی سے چہرے پر سنجیدگی طاری کی۔اس کی زبان سے آپ سننا ایک سرور بخش رہا تھا۔

" ہاں۔۔۔وہی بات جو رات تمہیں کہا تھا۔ "

" کیا کہا چاچو نے؟ "

سانس کہیں اٹکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔نا چاہتے ہوئے بھی آواز کانپ گئی۔

" وہ تمھاری خوشی میں خوش ہیں۔ "

ضیغم نے لب بھینچے کہا تو اس کے چہرے کی بدلتی رنگت سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے پر کہہ نہیں پا رہی اور وہ وہی سننا چاہتا تھا جو وہ نہیں کہہ پا رہی تھی۔ ضیغم کو خفگی اور غصے کے ملے جلے تاثر سے گھورتی ہوئی وہ ایک جھٹکے سے مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئی۔

☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ہال میں شادی کی تقریب عروج پر تھی۔اسد اور نائلہ سٹیج پر بیٹھے تھے۔ان کے گرد قہقوں کے جلترنگ تھے۔کیمرہ مین مختلف زاویوں سے سب کو کیمروں میں قید کر رہے تھے۔

وہ آج سرخ فراک میں دلکشی کی حدوں کو تو چھو رہی تھی لیکن چہرے پر چھائی افسردگی اس کے اندر کی اداسی کی غماز تھی۔ جو چمک کل چہرے پر تھی آج نہیں تھی۔ جو بھی اداسی کا سبب پوچھتا طبیعت کا بہانہ کر دیتی۔ اب کسی کو کیا بتاتی کہ اپنے ہی گناہوں کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔

کیا کروں؟ ضیغم کو کیسے بتاؤں کہ میں اب وہ ماہا نہیں ہوں جو ان سے نفرت کرتی تھی۔ میں اب آپ سے بہت محبت کرتی ہوں اور اب اس رشتے کو ختم نہیں کرنا چاہتی۔

وہ انہی سوچوں میں گم سٹیج سے نیچے اتر رہی تھی جب دائیں جانب نگاہ ضیغم پر پڑی۔ وہ جائیشہ کے ساتھ مسکرا کر باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ سیاہ کوٹ پینٹ میں ملبوس سحر انگیز شخصیت لئے وہ جائشہ کے ساتھ محو گفتگو اس کے تن بدن میں آگ لگا گیا۔

جائیشہ ماہا کی خالہ زاد تھی۔ ضیغم کی شخصیت سے تو بچپن سے متاثر تھی اور پہلے بھی ضیغم کو متاثر کرنے اور بات کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔ وہ تھی بھی بالکل ضیغم کی پسند کے سانچے میں ڈھلی ہوئی لڑکی۔ کمر سے نیچے جاتے لمبے گھنے بال, لمبا دوپٹہ ہمیشہ اس کے گلے میں جھولتا رہتا تھا۔

وہ اکثر اس کے سامنے ضیغم کے لئے آہیں بھر چکی تھی۔ پہلے تو کبھی ضیغم اگر اس سے بات کرتا بھی تھا تو اسے پرواہ نہیں ہوتی تھی لیکن آج تو برداشت سے باہر تھا۔

آج ضیغم کو اکیلا دیکھ کر وہ دبئ کی معلومات لینے کے بہانے باتیں کر رہی تھی۔اس نے دبئ میں کسی ملازمت کے لئے اپلائی کیا تھا بس اسی سلسلے میں دونوں کی بات چیت طویل ہو گئی تھی۔

" جاب تو اچھی ہے وہاں آپکی پھر پاکستان کیوں شفٹ ہو رہے ہیں؟ "

جائیشہ نے چہرے پر آتے بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔ ضیغم نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔

جی اچھی تو ہے لیکن احمر ماموں اور اسد کی بہت خواہش ہے کہ میں بزنس میں ان کے ساتھ ہی " " کام کروں سو اس دفعہ ریزائن دے کر آیا ہوں۔

ضیغم نے جواب دیتے ہوئے مسکرا کر نگاہ گھمائی تو کچھ فاصلے پر سرخ چہرہ لئے کھڑی ماہا پر پڑی۔ محترمہ ان دونوں کو ہی غصے سے گھور رہی تھیں۔ ضیغم نے سرعت سے نگاہیں پھر سے جائشہ کی طرف اس طرح مرکوز کیں جیسے ماہا کو دیکھا ہی نہ ہو۔

www.novelsclubb.com

" آپ نے کس جاب کے لئے اپلائی کیا ہے وہاں؟ "

ضیغم نے مسکراہٹ کو کر مزید گہرا کرتے ہوئے جان بوجھ کر اس سے سوال کیا اور چور نگاہوں سے پھر سے ماہا کی طرف دیکھا۔وہ دھواں دھواں چہرہ لئے انہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ضیغم کتنا بدل گیا تھا۔وہ کیسے جائشہ کے ساتھ اس طرح مسکرا مسکرا کر بات کر سکتا ہے۔ضبط سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔بس اب اور نہیں۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ان کی طرف جا رہی تھی۔

ضیغم اب جائشہ کی کسی بات پر باقاعدہ ہنس رہا تھا اور وہ بھی بھرپور ادائیں دکھاتی ہوئی ہاتھ کو منہ پر رکھے ہنس رہی تھی۔ماہا نے پاس جا کر بڑے انداز سے ضیغم کے بازوؤں کے گرد اپنے ہاتھ کو لپیٹا اور دلکش مسکراہٹ زبردستی لبوں پر سجائی۔

" کیا باتیں ہو رہی ہیں بھئی؟ "

بڑا ہی حق جتانے والا انداز تھا۔ضیغم نے بمشکل مسکراہٹ کو لبوں میں دبایا۔

" کچھ نہیں ضیغم سے دبئی کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔تمہیں بتایا تو تھا اپلائی کیا ہے میں نے وہاں۔ "

جائشہ کے جواب پر تو جیسے اس کی رنگت زرد پڑ گئی۔ضیغم کے بازو پر گرفت ڈھیلی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

" اچھ۔۔اچھا۔ "

" چلیں پھر آپ دونوں باتیں کریں میں ذرا باقی مہمانوں کو پوچھ لوں۔ "

ضیغم نے آہستگی سے ماہا کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوایا اور وہاں سے نکل گیا اور وہ یوں کھڑی تھی جیسے کوئی مجسمہ ہو۔ کیا ضیغم کو اب اس سے پیار نہیں رہا۔ کیا فائدہ ہوا اس کی پسند میں بدل کر۔ وہ تو دیکھتا تک نہیں۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی دبیز تہہ جمنے لگی۔

کچھ اشارے تھے جنہیں دنیا سمجھ بیٹھے تھے ہم

اس نگاہ آشنا کو کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم

رفتہ رفتہ غیر اپنی ہی نظر میں ہو گئے

واہ ری غفلت تجھے اپنا سمجھ بیٹھے تھے ہم

www.novelsclubb.com

ہوش کی توفیق بھی کب اہل دل کو ہو سکی

عشق میں اپنے کو دیوانہ سمجھ بیٹھے تھے ہم

پردۂ آزردگی میں تھی وہ جان التفات
جس ادا کو رنجش بے جا سمجھ بیٹھے تھے ہم

کیا کہیں الفت میں راز بے حسی کیوں کر کھلا
ہر نظر کو تیری درد افزا سمجھ بیٹھے تھے ہم

بے نیازی کو تری پایا سراسر سوز و درد
تجھ کو اک دنیا سے بیگانہ سمجھ بیٹھے تھے ہم

www.novelsclubb.com

انقلاب پے بہ پے ہر گردش وہر دور میں
اس زمین و آسماں کو کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم

بھول بیٹھی وہ نگاہ ناز عہد دوستی

اس کو بھی اپنی طبیعت کا سمجھ بیٹھے تھے ہم

صاف الگ ہم کو جنون عاشقی نے کر دیا

خود کو تیرے درد کا پردا سمجھ بیٹھے تھے ہم

کان بجتے ہیں محبت کے سکوت ناز کو

داستاں کا ختم ہو جانا سمجھ بیٹھے تھے ہم

باتوں باتوں میں پیام مرگ بھی آ ہی گیا

ان نگاہوں کو حیات افزا سمجھ بیٹھے تھے ہم

www.novelsclubb.com

اب نہیں تاب سپاس حسن اس دل کو جسے

بے قرار شکوۂ بیجا سمجھ بیٹھے تھے ہم

ایک دنیادرد کی تصویر نکلی عشق کو

کوہکن اور قیس کا قصہ سمجھ بیٹھے تھے ہم

رفتہ رفتہ عشق مانوس جہاں ہوتا چلا

خود کو تیرے ہجر میں تنہا سمجھ بیٹھے تھے ہم

حسن کو اک حسن ہی سمجھے نہیں اور اے فراقؔ

مہرباں نامہرباں کیا کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆

گاڑی میں ہولناک خاموشی چھائی تھی۔ ضیغم کے ساتھ کار میں وہ اکیلی موجود تھی۔ ساکن نگاہیں سامنے جمائے افسردگی کی انتہا کو چھوتی, آنسوؤں کو بمشکل آنکھوں کے کناروں پر روکے ہوئے تھی۔

ضیغم کن اکھیوں سے بہت بار اس کا جائزہ لے چکا تھا۔ آج جائشہ کے سامنے جو بھی کیا وہ کچھ زیادہ ہو گیا تھا لیکن وہ اتنا کچھ کر سکتی تھی تو اظہار کیوں نہیں کر رہی تھی۔

" یہ تمھاری خالہ کی بیٹی اچھا پڑھ گئی ہے۔ جاب بھی اچھی ہے دبئی میں۔ "

خاموش گاڑی میں ضیغم کی آواز گونجی تو جیسے وہ چونک کر خیالوں سے باہر آئی۔ وہ جائیشہ سے بہت متاثر لگ رہا تھا۔ ماہا نے تھوک نگلا اور چہرہ ضیغم کی طرف موڑا۔

" اتنا اچھا بھی نہیں پڑھی۔ ماسٹرز ہی کیا ہے۔ کون سا تیر مار لیا۔ "

ماہا کے تڑاخ کرتے جواب پر ضیغم نے اپنے قہقہ کو بمشکل قابو کیا۔

www.novelsclubb.com

" ماسٹرز کیا تو کمپیوٹر میں ہے نہ۔ "

" آپ مجھ سے اس کی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟ "

ماہا نے جھنجلا کر غصے سے کہا۔ایک تو وہ اتنے دکھ میں تھی اور اوپر سے ضیغم کی یوں جائیشہ کے لئے دلچسپی ظاہر کرنا اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔

" ہوں۔۔۔تو چلو پھر اپنی بات کر لیتے ہیں۔کاغذات تیار ہیں تو کیا خیال ہے کام ختم کر نہ لیں۔ "

" کہ۔۔۔کون سے کاغذات؟ "

ماہا کی گھبراہٹ پر محظوظ ہوتے ہوئے اس نے آہستگی سے گاڑی کو سڑک کے کنارے لگایا۔

" بھول بھی گئی۔بتایا تو تھا کہ کون سے کاغذات۔ "

ضیغم نے بازو آگے کیا اور ڈیش بورڈ کے دراز کو کھولا۔ماہا کا سانس جیسے بند ہونے لگا,دل کی رفتار اتنی تیز تھی کہ اسے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ ضیغم ایک خاکی کاغذ لئے پیچھے ہوا۔وہ ہونق بنی بیٹھی تھی۔

" لو سائن کر دو۔ "

www.novelsclubb.com

ضیغم نے کاغذ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" مجھے نہیں کرنے۔ "

بہت دور سے آتی ہوئی آواز تھی۔

" کیوں؟ "

ضیغم اس کے مضطرب چہرے اور جھکی پلکوں کی کپکپاہٹ سے محظوظ ہوتا سوال کر رہا تھا۔

" مجھے یہ رشتہ نہیں ختم کرنا۔ "

" کیوں نہیں ختم کرنا؟ "

" آپ کو سمجھ کیوں نہیں آرہی؟ "

وہ چیخ اٹھی۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے۔

" کیا سمجھ نہیں آرہی؟ تمہیں سمجھتا ہوں تو اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ "

" نہیں سمجھتے آپ مجھے۔ بالکل نہیں سمجھتے۔ سمجھتے تو ایسا کرنے کے بارے میں نہیں سوچتے۔ "

" مطلب؟ "

" مطلب یہ کہ میں پیار کرتی ہوں آپ سے۔ "

وہ پھٹ پڑی تھی ضیغم کے سامنے۔ پھر تو بہتے آنسو تھے, اس کی متواتر چلتی زبان تھی اور ضیغم کی چمکتی آنکھیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ جب مجھے چھوڑ کر دبئ چلے گئے۔ پیچھے سے کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا جس میں میں نے آپ کو یاد نہ کیا ہوا اور خود کو ملامت نہ کیا ہو۔"

ضیغم اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا اور وہ پلکیں گرائے روتے ہوئے اپنی تمام بیتابیوں سے آگاہ کر رہی تھی۔

"اس خواب کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ آپ میرے لئے کیا ہیں اور یہ محبت اب سے نہیں پتا نہیں کب سے میرے دل میں مقید تھی۔"

"وہ محبت تھی؟"

ضیغم نے بھنویں اچکا کر سوال کیا تو اس نے چونک کر نگاہ اوپر اٹھائی۔

"میں جانتی ہوں میں نے ہمیشہ آپکو اپنی باتوں اور حرکتوں کی وجہ سے تکلیف دی لیکن میں تب بھی ہر وقت آپ کے بارے میں ہی سوچتی رہتی تھی اور وہ نفرت فقط ظاہری تھی۔"

ندامت بھرا لہجہ تھا۔

"ماہا تم اس ظاہری نفرت میں کسی اور سے شادی کرنے جا رہی تھی۔"

www.novelsclubb.com

ضیغم نے استہزائیہ مسکراہٹ لبوں پر مزین کئے کہا تو وہ جیسے اس کے لہجے کے درد میں ایک پل کے لئے گم صم رہ گئی۔ وہ لمحہ آنکھوں کے سامنے سے گزر گیا جب ضیغم اسے بالکنی سے دیکھ رہا تھا۔ کچھ سکینڈ کی توقف کے بعد اس کی خفیف سی آواز ابھری۔

" میں پاگل تھی ضیغم۔ نا سمجھ تھی۔ مجھے معاف کر دیں بے شک اللہ کا ہر فیصلہ بہتری کے لئے ہوتا ہے۔ "

" کیا ہم معافی کا تبادلہ کر لیں۔ "

اس کے معافی مانگنے پر ضیغم نے سر جھکائے معنی خیز لہجے میں کہا تو وہ نا سمجھی سے بھنویں اکھٹی کئے دیکھنے لگی۔

" معافی کا تبادلہ؟ میں سمجھی نہیں۔ "

" سمجھ جاؤ گی یہ لفافہ کھولو۔ "

www.novelsclubb.com

" ضیغم پلیز مجھے خود سے الگ مت کریں۔ مجھے سائن نہیں کرنے اس پر۔ "

" یہ طلاق کے کاغذات نہیں ہیں۔ کھول کر تو دیکھو۔ یہ وہ حقیقت ہے جو میں نے تم سے چھپائی اور اب میں معافی کے بدلے اس بات کی معافی تم سے چاہتا ہوں "

ضیغم کی عجیب سی بات پر الجھ کر اس نے لفافے میں ہاتھ ڈالا۔ ضیغم کس حقیقت کی بات کر رہا تھا۔

لفافے سے باہر آنے والا کاغذ ایک رپورٹ تھی۔

مسکیرج رپورٹ۔ رپورٹ پر تیزی سے نگاہیں دوڑاتے ہوئے اس کے چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے۔ رپورٹ کو پڑھنے کے بعد آہستگی سے گود میں رکھا اور پھر چند سکینڈ کے بعد اپنا ہاتھ ضیغم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

" ضیغم وہ غلطی جو آپ نے کی تھی اس میں بھی میرا ہی قصور تھا۔ نہ میں اس طرح آپ کے صبر کو آزماتی اور نہ نوبت اس حد تک پہنچتی۔ "

" نہیں تمھاری کوئی غلطی نہیں تھی۔ مجھے خود پر اور اپنے غصے پر قابو رکھنا چاہیے تھا۔ میں بتا نہیں سکتا اس رات میں کتنا رویا تمہیں میری وجہ سے اتنی تکلیف میں سے گزرنا پڑا۔ "

ضیغم کا ندامت بھرا لہجہ اور نگاہیں چرانا۔ وہ روتے ہوئے بھی دھیرے سے مسکرا دی۔ وہ ضیغم کو یوں اداس اور شرمندہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔ جو بھی ہوا تھا وہ قسمت میں لکھا تھا اور اب وہ اسے بدل نہیں سکتی تھی لیکن اپنی اگلی زندگی کو اس غلطی کی تلخی میں ناخوشگوار نہیں بنا سکتی تھی۔

" سودا منظور ہے۔ معافی کے بدلے معافی۔ "

ضیغم نے اداس نگاہ اس کی طرف اٹھائی تو اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر خود بھی مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

" تم سے وعدہ ہے کہ کبھی تمہیں کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔ "

" میں بھی اب کبھی تنگ نہیں کروں گی۔ "

اس کی بات پر ضیغم کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

تم نے جتنا تنگ کیا تھا ان دو دنوں میں بدلہ لے لیا میں نے۔اب کبھی ان آنکھوں میں آنسو "
" نہیں دیکھ سکتا۔

ضیغم نے شریر لہجے میں کہا تو وہ جو مسکرا رہی تھی اچانک سب یاد آگیا۔ ضیغم نے دو دن سے اس کا سانس خشک کر رکھا تھا۔

بہت برے ہیں آپ۔میں نے آپ کے لئے اتنا کچھ بدلہ, اتنا تیار ہوئی اور آپ نے نہ صرف "
" دل توڑا بلکہ اتنا رولایا بھی۔

ماہا کے خفگی بھرے لہجے پر وہ گہری آنکھوں سے دیکھتا ہوا مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

تم سے محبت تو مجھے اسی لمحے ہو گئی تھی جب تم میرے نکاح میں آئی تھی۔اب تم کسی بھی "
" روپ میں ہو مجھے میری جان سے بڑھ کر عزیز ہو۔

ضیغم نے دھیرے سے اس کے جھکتے چہرے کی وجہ سے آگے آتی ہوئی بالوں کی لٹ کو پیچھے کیا۔

میں نے تمہیں دبئی میں بہت یاد کیا۔ بہت اذیت میں رہا لیکن تمہارا یہ روپ ان سب زخموں کا "
" مرہم بن گیا۔

ضیغم کے محبت بھرے جملے اور گہری نگاہیں وہ گلال ہو رہی تھی۔

" تم بہت پیاری ہو ماہا۔ "

ضیغم نے دھیرے سے اس کی گال پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں تعریف کی تو وہ لجاجت سے سمٹ گئی۔ ضیغم خاموش ہوا تو پلکیں لرزاتے ہوئے اوپر اٹھائیں۔ نگاہیں ضیغم کی محبت کا سمندر لٹاتی نگاہوں سے ٹکرائیں تو وہ جھینپ گئی۔

" ایک سرپرائیز میری طرف سے بھی ہے۔ "

ضیغم کے جملے پر چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

" اچھا! کیا سرپرائز ہے؟ "

www.novelsclubb.com

" میں اب یہیں رہوں گا پاکستان۔ ریزائن دے آیا ہوں۔ "

"سچ۔۔۔ "

ماہا کی چمکتی آنکھیں اس کی اندرونی خوشی کی عکاس تھیں۔ ضیغم نے لب بھینچے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

" چلو اب باقی باتیں گھر جا کر کرتے ہیں۔ تکیوں کی دیوار گرا کر نفرتوں کو بھول کر۔ "

ضیغم کی بات پر وہ کھلکھلا دی۔ ضیغم نے گاڑی سٹارٹ کہ تو وہ بھی سیدھی ہو بیٹھی۔ کچھ دیر پہلے والی افسردگی اب کہیں نہیں تھی وہ طمانت سے گاڑی کی پشت سے سر ٹکائے بار بار ضیغم کی طرف دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

صبح کی روشنی بالکنی کی طرف سے کھلتی کھڑکی سے چھن کر کمرے کو روشن کر رہی تھی۔ وہ ماہا سے پہلے اٹھ گیا تھا اور ہمیشہ کی طرح اس کے چہرے کو صبح کی اس روشنی میں دیکھنا سرور بخش رہا تھا۔ نفرتوں کی آڑ میں چھپی محبتیں بھی بہت شدید ہوتی ہیں۔ اس کے کندھے پر سر رکھے گہری نیند میں ڈوبی وہ وہی ماہین رضا تھی جو پہلے اس کے سایے سے بھی نفرت کرتی تھی۔ سب بہت خوشگوار ہو گیا تھا۔ زارا اور صباان کو ہنستا کھیلتا دیکھ کر جی اٹھی تھیں۔

ضیغم نے احمر اور اسد کے ساتھ بزنس جوائن کر لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ضیغم نے دھیرے سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں تو اس نے کسلمندی سے آنکھیں کھول دیں اور پھر ضیغم کو یوں دیکھتے ہوئے مسکرا دی۔

" کیا دیکھ رہے ہیں؟ "

" تمھارے بال۔ "

" آپ کے لئے بڑھائے ہیں۔ "

اس نے جتا کر کہا۔

" کاٹتی بھی میرے لئے ہی تھی۔ "

ضیغم نے شرارت سے کہا تو وہ مصنوعی خفگی سے گھورنے لگی۔

" ضیغم پلیز اب پچھلی باتیں مت دہرایا کریں۔ "

" صرف چھیڑتا ہوں تمہیں ویسے اس دن اگر میں برداشت نہ کرتا تو سچ میں ایک تھپڑ لگا دیتا۔ "

" ہیں! کس دن؟ "

ماہا نے ذہن پر زور دیتے ہوئے بھنویں اکھٹی کیں۔

" جس دن میرے یوں انگلیاں چلانے پر اٹھ کر بال کاٹنے لگی تھی۔ "

" سوری اس دن کے لئے۔اب بڑھا دیے نہ یہ لیں۔ "

ماہانے شرارت سے سر اوپر کیا اور بالوں کو ضیغم کے چہرے پر بکھرا دیا۔دونوں کا دلفریب قہقہ کمرے کی فضا میں گونج اٹھا۔

☆☆☆☆☆☆

ہسپتال کے بیڈ پر لیٹے اس نے دھیرے سے بھاری آنکھیں کھولیں تو خود پر جھکا پہلا چہرہ ضیغم کا تھا۔اس پر محبتیں لٹانے والا شخص آج اس لمحے بھی اپنے بیٹے کے کاٹ کی طرف جانے کے بجائے پہلے اس کے بیڈ کے پاس آیا تھا۔پورے دو سال بعد بھی اس کی محبت میں ذرا بھی فرق نہیں آیا تھا۔

وہ بہت خوش نصیب تھی۔ ضیغم کی بے تحاشہ محبت ان سب محبتوں پر بھاری تھی جن کے بارے میں وہ بچپن میں سوچا کرتی تھی کہ وہ ان سب کو چھین چکا ہے۔

www.novelsclubb.com

" ٹھیک ہو نہ ؟ "

ضیغم کی فکر مندی پر وہ مسکرا دی۔

" جی ٹھیک ہوں بس آپ کی فکر ہو رہی ہے۔ "

" میری فکر ؟ "

" جی آپ کی۔ "

وہ شرارت سے مسکرائی۔

" میری فکر کیوں؟ "

" پہلے صرف میں تنگ کرتی تھی اب ایک اور آ گیا۔ "

ماہا کی بات پر وہ سرشار سا مسکرا دیا۔ وہ اس کی شخصیت کو تکمیل تک پہنچانے والی اس کی واحد محبت تھی۔ وہ اپنی بیوی کو اتنی محبت دیتا تھا کہ اس کی شخصیت میں موجود چھپی اس کے باپ کی تلخ یادیں مکمل طور پر دھل گئی تھیں۔ زندگی میں اب کہیں نفرتیں نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆

ختم شد

www.novelsclubb.com